SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, June 06, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair

---

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یا یھا الذین امنوا لاتتخذوا اٰبآ ء کم و اخوانکم اولیآ ء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتو لھم منکم فاولیک ھم الظمون ۔قل ان کان اباوکم و ابنآؤ کم و اخو انکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسکن ترضونھآ آ حب الیکم من اللّٰہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللّٰہ بامرہ و اللّٰہ لا یھدی القوم الفسقین۔

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفرکو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو اور جو ان سے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, June 06, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair

---

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یا یھا الذین امنوا لاتتخذوا اٰبآ ء کم و اخوانکم اولیآ ء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتو لھم منکم فاولیک ھم الظمون ۔قل ان کان اباوکم و ابنآؤ کم و اخو انکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسکن ترضونھآ آ حب الیکم من اللّٰہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللّٰہ بامرہ و اللّٰہ لا یھدی القوم الفسقین۔

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفرکو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو اور جو ان سے

دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں۔ کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔ اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

(سورۃ توبہ' آیت ۲۳ تا ۲۴)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔ Now we take up questions.

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: جناب والا! میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: سوالات کے بعد جب باقاعدہ کارروائی شروع کریں گے تو کرلیں یا آپ اس وقت بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: میں اب بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! مجھے اس کے متعلق بولنا نہیں تھا مگر ابراہیم صاحب اور پروفیسر صاحب نے کچھ باتیں کی تھیں اور رضا ربانی صاحب کی press cutting بھی تھی۔ Press cutting کا ہمیں اتنا فکر نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ روزانہ آتی رہتی ہیں مگر جو "Dawn" اخبار کی cutting تھی' اس میں بہت ساری باتیں تھیں جن میں ہمارا سینیٹ بھی involve تھا۔ یہ جو 5 جون کے "Dawn" کی خبر ہے جو Leader of the House نے پڑھی تھی' اسی میں پہلے Prime Minister Sahib نے جو باتیں کہی ہیں' یہ پارٹی سے متعلق ہیں یا نہیں ہیں' وہ اپنا جواب خود دیں گے کیونکہ MQM کے متعلق بھی کہا گیا ہے' PML(Q) کے بارے میں کہا گیا ہے اور دوسری پارٹیوں کے بارے میں کہا ہے مگر جو بات انہوں نے یہ کہی ہے' اس کا مجھے بڑا دکھ ہوا ہے۔ یہ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

"He blamed the Interim Government of Mr. Mohammedmian Soomro for most of the economic problems and let it go from day to day"

یعنی پچاس دن والے Prime Minister کو بھی blame کیا گیا ہے۔ یہ بڑی خبر ہے۔ اس نے کہا ہے کہ "Q" بھی کوئی بڑی پارٹی نہیں ہے۔ اس کے متعلق کامل علی صاحب کوئی بیان دیں یا نہ دیں۔ یہ بھی کہا ہے کہ زرداری صاحب کو نواز شریف گھما کر رکھ دے گا' یہ بھی لکھا ہے۔ یہ رضا ربانی صاحب کے لیے ہے کہ وہ اس کے بارے میں بیان دیں یا نہ دیں مگر میں ہاؤس کے متعلق بات کر رہا ہوں کیونکہ میں اس کی کابینہ کا ممبر رہا ہوں اور میرے دوست یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ یہ کہیں کہ آپ بھی اس کی کابینہ کے وزیر رہے ہیں تو اس دوران آپ نے کیا کیا۔ میں فقط وہ explanation دینا چاہتا ہوں کہ 15 جنوری کی بات ہے' آغا صاحب بیٹھے ہوئے تھے' پرانے 50 ministers چلے گئے اور صرف سینیٹ سے متعلقہ ممبر رہ گئے' میں meeting کے آخر میں بولا تھا۔ وہاں اس وقت دیگر وزراء بھی بولے تھے' انہوں نے کیا کہا یا نہ کہا' میں اس پر کوئی criticize نہیں کروں گا۔ میں صرف اپنی بات کروں گا۔ میں نے اس وقت وزیر اعظم صاحب سے تین باتیں کہیں۔ اگر میں انہیں دہرانے میں غلطی کروں تو آغا صاحب مجھے correct کردیں۔ میں نے کہا تھا کہ نہ تم خدا ہو اور نہ میں فرشتہ ہوں۔ تم سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں اور ہم سے بھی ہوئی ہیں۔ آئیں' ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔ جناب والا! میں یہ بتا کر دوسری پارٹیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اس وقت کوئی خاموش نہیں بیٹھے رہے' dummy نہیں رہے۔ میں نے انہیں کہا کہ جناب! آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اتنا پیسہ ہے کہ ایک جہاز بھر کر ہمیں عمرہ کے لیے لے جائیں تو ہم وہاں تین سالوں کے گناہ خدا سے بخشوا لیں گے۔ میں نے تیسری بات وزیر اعظم سے کہی کہ آپ نے ministers کو dinners بھی دیے' parliamentarians کو بھی دیے' high-tea بھی دی' bureaucracy نے آپ کو چائے پلائی' کھانا دیا اور آپ کی تعریف کی مگر افسوس کی بات ہے کہ کابینہ نے آپ کو جاتے ہوئے ایک چائے کا کپ بھی نہیں پلایا' dinner بھی نہیں دیا۔ یہ حالت ہے آپ کی کارکردگی کی' آپ مجھے یہ کہنے پر معاف کریں۔ اس گنہگار بندے نے یہ کہا کیونکہ میں مسلم لیگ (functional) کا وزیر تھا' میں major party کا وزیر نہیں تھا' اس لیے آج وہ آدمی

کہہ رہا ہے کہ جس نے چالیس دن حکومت کی ہے' سارا crisis اس کا پیدا کردہ ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اس کابینہ میں خاموش نہیں بیٹھے رہے' ایک dummy minister نہیں رہے کہ بیٹھ کر صرف باتیں ہی کرتے رہے ہیں۔

جناب والا! میں کبھی کبھی بولتا ہوں بلکہ بہت کم بولتا ہوں۔ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ ہم یہ سنتے رہتے ہیں کہ جو بھی فیصلے ہوں گے' وہ ہوں گے۔ جناب والا! جو کچھ ہوا ہے یہ سابقہ Prime Minister کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ جب بھی meetings ہوئی ہیں' میرے بھائی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں' میں نے President Sahib سے کہا کہ this judiciary is against you sir. You take care. مجھے کابینہ کی meeting میں ایک وزیر صاحب نے کہا کہ آپ بتائیں کہ اس کا علاج کیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں یہاں نہیں بتا سکتا تاہم اگر آپ اکیلے مجھ سے پوچھیں تو میں بتاؤں گا کہ اس کا علاج بھی ہے اور یہ crisis ختم ہو جائیں گے۔ Prime Minister نے مجھے تھوڑا غصے میں کہا کہ میں اکیلا آپ سے پوچھوں گا۔

جناب چیئرمین: اب ministers آگئے ہیں' اب Question Hour کو لے لیتے ہیں کیونکہ پھر انہوں نے جانا ہے۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: یہ all along Mr. President کو misguide کرتے رہے ہیں۔ جب Supreme Judicial Council کا اجلاس ہوا تو میں نے اپنی پارٹیوں کے سب بھائیوں کے روبرو Mr. President سے کہا کہ there is conspiracy against you. The case is being mis-handled. باتیں خراب ہو رہی ہیں۔ یہ میں نے 200 بھائیوں کے سامنے کہا۔ اس کے بعد مجھے دوسرے دن President Sahib نے بلایا اور میں نے انہیں یہ بات بھی بتائی کہ case weak ہے' آپ اسے withdraw کرلیں تو پھر معاملہ settle ہو جائے گا۔ وہ نہیں مانے اور پھر Supreme Council کا فیصلہ چیف جسٹس کے حق میں آ گیا۔ جب فیصلہ آیا تو کیا ہوتا ہے کہ جب President Sahib کو اتنی advise دی جاتی ہے---

جناب چیئرمین: پہلے Question Hour مکمل کر لیں کیونکہ پھر وزراء نے جانا ہے۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: میں فقط یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کچھ بندے تھے جنہوں نے انہیں ان کے روبرو اس بارے میں بتایا تھا۔

جناب چیئرمین: جب آپ تقاریر کریں گے تو اس وقت اپنی بات مکمل کر لیں۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: بس تھوڑی سی بات رہ گئی ہے۔ جناب والا! وزیر اعظم کو چاہیے تھا کہ وہ اسی وقت President Sahib کو استعفیٰ دے دیتے یا President Sahib کو اسے for giving ill-advice نکال دینا چاہیے تھا یا انہیں جنہوں نے انہیں advice دی تھی، نکال دینا چاہیے تھا۔ یہ نہیں ہوا اور اس کی وجہ سے ہی crises بڑھتے چلے گئے۔ یہی crises آج ہمارے سامنے ہیں۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ ملک کو crisis سے نکالنے کے لیے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے بلکہ دیگر پارٹیوں نے بھی کیا ہے، PML(Q) نے بھی کیا ہے کہ گورنمنٹ کے جو اچھے کام ہوں گے، وہ اس کی support کریں گے، آپ کو خواہ مخواہ oppose نہیں کریں گے۔ ہم اس system کو چلنے دیں گے۔ میری یہ suggestion تھی کہ جو judges کا معاملہ الجھ گیا ہے، اس کے لیے ایک commission مقرر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: وزراء نے جانا ہے، آپ کل بول لیں۔ I thought, there will be a small thing. تھہیم صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ وزراء نے جانا ہے۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک commission مقرر کیا جائے جیسے کہ Hamood ur Rehman Commission تھا۔ وہاں judges کے اچھے کام بھی دیکھے جائیں، judges کے برے کام بھی دیکھے جائیں۔ بھٹو کو پھانسی دے کر---

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان): جناب والا! Question Hour کے بعد تھہیم صاحب بات کر لیں کیونکہ نیشنل اسمبلی میں بھی Question Hour ہے۔ یہاں Question

they have to run for the Question Hour there also. مکمل کرکے Hour

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: میں اب بس کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہاں وزرا نے جانا ہے' اس لیے آپ Question Hour کے بعد بات کر لیں۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: ٹھیک ہے میں بعد میں conclude کر لوں گا۔

Questions and Answers

Mr. Chairman: Now, we take up Question Hour. Question No. 72, Mr. Talha Mahmood.

72. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 15-03-2008 at 11.50 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the categories/names of medicines imported during the last three years and the amount spent on the import of those medicines; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to manufacture or allow the manufacturing of those medicines in the country, if so, when?

Ms. Sherry Rehman: (a) The medicines imported during the last three years mainly belong to the following categories:—

* Anticancer
* Antibiotics
* Psychotropic Drugs.
* Vaccines (Human/veterinary)
* Biological drugs
* Hormonal preparations
* Analgesics
* Plasma expanders
* Sutures etc.

Details is placed as Annexure-A.

(b)

Year	Millions US Dollars
2005	207.69
2006	224.90
2007	237.67
Grand Total:	670.26

(c) The Drug Act, 1976 regulates the manufacturing of Pharmaceutical Allopathic drugs/medicines. Under the said Act, there is no restriction to manufacture those medicines/drugs in the country which are currently being imported, with known clinical efficacy and established safety profile. Government has always been supportive to local manufacture of drugs to ensure availability of quality and affordable medicines. There are 423 licensed pharmaceutical units, manufacturing different categories of drugs, in Pakistan that where being imported in the past including some anticancer drugs and some Vaccines/Biological etc.

(Annexure has been placed on the Table of the House as well as Library).

Mr. Chairman: Any supplementary question. Mr. Ibrahim Sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : جناب چیئرمین، شکریہ۔ جناب والا! ان تین سالوں میں 670.26 million dollar کی 10 categories کی ادویات بیرون ملک سے منگوائی گئی ہیں اور B-section میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان ادویات کی ملک میں manufacturing کی بھی اجازت ہے۔ اس سے اندازہ یہی ہوتا ہے کہ ملک میں بھی ان 10 categories کی ادویات تیار ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے 670 million dollar کی ادویات منگوانے کی ضرورت نہیں تھی تو کیا ضرورت تھی ان کو باہر سے منگوانے کی۔

جناب چیئرمین: وزیر صحت۔

محترمہ شیری رحمٰن (وفاقی وزیر اطلاعات): جناب چیئرمین، شکریہ۔ جو ادویات اس وقت manufacture ہو رہی ہیں، وہ Pakistan Licensing Act کے under ہوتی ہیں۔ Drug Act, 1976 بھی ان کو regulate کرتا ہے اور یہاں pharmaceutical and allopathic drugs کی ایک regime ہے جس کے under پاکستان میں 423 pharmaceutical manufacturing local firms ہیں جو drugs کو manufacture کرتی ہیں اور یہ ہر قسم

کی category میں manufacture کرتی ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس وقت بھی پاکستان میں کوئی restriction نہیں ہے کہ کس طرح کی drugs آئیں مگر ظاہر ہے کہ ایک regularly process ہے drugs are life saving and life threatening اور جو categories یہاں دی گئی ہیں' import جو ہو رہی ہیں ان میں سے بیشتر drugs کچھ یہاں parallel نہیں ہیں' کچھ ہیں مگر بیشتر ایسی ہیں جو پاکستان میں ابھی تک manufacture نہیں ہو پا رہیں۔ اس کے patent ایسے ہیں جو نہیں آئے ہیں۔ زیادہ تر they are life saving drugs, anticancer کچھ antibiotic ہیں جن کو یہاں فی الحال replicate نہیں کیا جا سکتا' کچھ وقت لگتا ہے patenting میں۔ بیس سال کا ایک process ہوتا ہے اس کے بعد پاکستان میں اگر private manufacturers کو اس میں incentives ملے تو وہ manufacture کرتے ہیں۔ حکومت drugs کو manufacture نہیں کرتی تو جو 670 million dollar import bill ہے drug کا' یہ سب کی سب ضرورت ہے energetic for mono psychotropic' preparation biological drugs ہیں۔ اس میں زیادہ تو ویکسین ہیں' drugs ہیں اور جیسا میں نے کہا ہے anticancer اور life saving drugs ہیں۔ Life saving پر تو ہم کوئی import duty بھی نہیں لگاتے۔ صرف packagings پر ہوتا ہے اور باقی پر zero to 10% تک ایک tax regime ہوتی ہے but these are essentially needed اور خاص طور پر ویکسین کی سخت ضرورت ہوتی ہے اور ان کی ملک میں demand بھی ہوتی ہے۔

ہماری بہت زیادہ population ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف ان کو فروغ دیں لیکن جو drugs locally manufacture نہیں ہو پا رہیں تو ان کی جو deficit ہے وہ import سے make-up کرے۔ Private sector کو پھر میں کہوں گی نہ manufacture پر کوئی restriction ہے within natural regulations اور نہ ہی import پر اس طرح کا سخت restriction رہتا ہے۔ اگر آپ کو local drug parallel مل رہی ہے سستی قیمت میں اور اس کا generic compound وہی ہے تو there is no restriction to buy that لیکن آپ list دیکھیں تو زیادہ ان میں antibiotic اور antiviral ویکسین بھی ہیں جو یہاں brand

name پر import ہوتی ہیں اور ان کی کافی demand ہے۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ہمارے ملک میں جو بنیادی مسائل ہیں ان میں ایک اہم مسئلہ دوائیوں کا ہے۔ ان کی quality اور ان کی قیمت اور ان کی availability یہ اہم ترین مسئلہ ہے۔ اس وقت جس حد تک مجھے معلوم ہے اور میرے خیال میں اب تو یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ جو دوائیاں ہمارے ملک والے بناتے ہیں ان کی quality ہمیشہ دو نمبر رہی ہے۔ اس کی قیمت دنیا کے دوسرے ملکوں کے تناسب سے کئی سو گنا زیادہ ہے۔ اس حوالے سے میں گورنمنٹ سے یہ پوچھوں گا کہ ان کی نئی حکومت ایسی پالیسی بنائے گی یا ان کا کوئی ایسا ارادہ ہے کہ تمام ملک میں دوائیوں کی قیمت مناسب رہے، جس طرح کہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں ہوتی ہیں۔ اس کے لئے کسی پالیسی کے بارے میں وہ serious ہیں کہ نہیں؟ اگر میں جناب والا! یہاں عرض کروں، بالکل صاف بات ہے، آپ ہندوستان کی لسٹ بھی نکالیں اور پاکستان کی دوائیوں کی لسٹ بھی نکالیں۔ ان کی quality کا پہلو ذرا ایک طرف رکھیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا question ہے comparative pricing پر۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! یہ سنجیدہ مسئلہ ہے۔ بھارت کی جو بھی دوائیاں ہیں وہ بہت سستی ہیں اور ان کی quality بہت اچھی ہے لیکن ہمارے ہاں صورتحال ایسی ہے جناب والا! کہ اس پر بہت افسوس ہوتا ہے۔ افسوس سے زیادہ تو میں وزیر صاحبہ سے یہ عرض کروں گا کہ اس کی پالیسی کے بارے میں یہاں سینیٹ میں بات کریں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: Pricing کے اوپر ایک comparative pricing کا جو ہے۔۔۔۔۔۔۔

سینیٹر عبدالمالک بلوچ: اس کے بعد اگر جواب دیں تو مناسب ہے۔ میرا جناب! question بھی یہی ہے کہ اس وقت جو سب سے بڑا problem ہے وہ quality کا ہے کیونکہ گورنمنٹ کے departments جو purchase کرتے ہیں وہاں پر paracetamol دس روپے میں ایک پتا ہے اور سو بھی دس روپے میں ہے۔ وہاں third class company کی

purchasing ہے کیونکہ ان پر commission زیادہ ہوتا ہے یا even ہیپاٹائٹس کے لئے جو گورنمنٹ antiviral انجکشن دیتی ہے اس کی potency اور باقی جو multi nationals ہیں اس میں بہت فرق ہے۔ میں نے کئی ایسے patients دیکھے ہیں کہ جن کو گورنمنٹ نے دیا ہے۔ کامیابی کی ratio ویسے بھی بہت کم ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: Quality اور price دونوں کی ایک ہی جیسی ہونی چاہیے۔

سینیٹر عبدالمالک بلوچ: حکومت کو چاہیے کہ کم از کم quality پر compromise نہ کرے۔ اگر کسی چیز کا ایک دفعہ resistance جناب چیئرمین! develop ہو گیا تو پھر اس کو دوسرا treat کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: شیری رحمٰن صاحبہ۔

محترمہ شیری رحمٰن: شکریہ چیئرمین صاحب۔ بہت اچھا سوال ہے دونوں ممبران صاحبان کا۔ آپ کے فاضل ممبر نے انڈیا میں comparative pricing کی بات کی۔ انڈیا میں یقیناً local companies کی drugs کم ہیں۔ وہاں facilities, production, technology بھی ہم سے بہت advance ہے۔ Research and development ان کی بہت advance ہے لیکن میں یہ ضرور آپ کو بتاؤں گی اور یہ آپ check بھی کر سکتے ہیں' verify بھی کر سکتے ہیں' مارکیٹ میں pharma bureau یا کسی ادارے سے کہ multi national اور imported drugs پاکستان میں انڈیا سے سستی ہیں۔ Apple to apple آپ comparison کریں local drugs manufactured in India are cheap than in Pakistan. Orange to orange pharmaceutical companies are importing and manufacturing multi national companies ان کے یہاں پر انڈیا سے rates کم ہیں بلکہ ہم پر بہت pressure ہے کہ ہم across the board price increase بھی کریں جو ہم نے نہیں کئے 2001 سے اور ابھی بھی ہم نے نہیں prices بڑھائی ہیں although inflationary inputs ان کے in cost inputs بہت بڑھ چکے ہیں لیکن کیونکہ ہماری local industry اتنی advance نہیں ہے اور انڈیا کے پاس وہ advance technology ہے' وہ research and

development ہے جو scientific human resource based ہے ۔ ان کے industrial complex اور ہمارے میں سب کو پتا ہے بہت فرق ہے۔ اس میں کسی ایک حکومت کا ہاتھ نہیں ہے۔ یہ ایک ان کا advantage ہم پر رہا ہے اور globally اب بنتا جا رہا ہے۔ ان کے science and technology میں medicines میں اتنی زیادہ advances ہیں ۔ نہ صرف HR کی field میں لیکن research and development میں تو وہ امریکہ میں top sciences اب وہیں India ہی سے manufacturers create کئے جا رہے ہیں۔

پاکستان کا ماحول research and development کا یا اس کی ترجیحات اس ضمن میں یا اس کے resources یا وسائل حکومت نے کبھی اس طرح commit ہی نہیں کئے ہیں۔ NIH ایک واحد ادارہ ہے حکومت کی طرف سے جو ابھی بھی ویکسین مہیا کر رہا ہے 'Produce بھی کر رہا ہے لیکن یہ ایک پرانے level کی ویکسینز ہیں۔ظاہر ہے sciences میں advances ہوتی ہیں۔ پولیو ویکسین کی بات کرلیں۔ اب internationally جو import ہوتی ہے فرانس اور انڈیا سے وہ ایک اور level کی پولیو ویکسین ہوتی ہے جس سے ان کی افادیت میں فرق ہوتا ہے۔

یہ بات بالکل صحیح ہے لیکن جہاں تک local drugs کی بات ہے اور اس کی ایک term ہے spurious drug اس کے لئے پچھلے پانچ سال میں صوبائی اور وفاقی حکومتوں نے تیس ہزار drug test کئے ہیں اور اس میں جو actual spurious drugs ملے ہیں وہ 025. ہیں لیکن پانچ سال میں drug courts بھی ہمارے کام کرتے رہے ہیں۔ دس drug courts ہیں ایک ایک صوبے میں اور شہروں میں بھی کچھ concentration ہے تو انہوں نے جو cases dispose کئے ہیں وہ سات ہزار کے لگ بھگ ہیں اور convictions کافی زیادہ ہیں۔ ساڑھے آٹھ سال میں پانچ ہزار سے زیادہ convictions ہوئے ہیں۔

ایسے لوگوں کے، ایسی companies کے جو non standard drugs produce کر رہی ہیں ان کو ہم spurious drugs کہتے ہیں۔ ان کمپنیوں نے حکومت سے کسی زمانے میں لائسنس لئے ہوں گے۔لائسنس دینے والوں کو میں شاید blame نہیں کر سکتی جو انہوں نے پھر اپنے standard drug کئے نہ ان کی monitoring نہ evaluation کی لیکن random testing

کی گئی ہے جیسے میں نے کہا کہ تیس ہزار ڈرگ پانچ سال میں ٹیسٹ کئے گئے ہیں اور ساڑھے آٹھ ہزار convictions ایسے cases ہوئے ہیں۔ Drug manufacturing license ہر پانچ سال کے بعد issue کیا جاتا ہے۔ یہ ایک central licensing board کرتا ہے جو چھ سے آٹھ ہفتے لگتا ہے ہر interval پر لیکن مسئلہ یہ جو آپ کہہ رہے ہیں ایک کافی وسیع مسئلہ ہے It is a provision of cheap and high quality drugs in the market. یہ ایک پاکستان کا المیہ رہا ہے۔ انڈیا نے ایک حد تک اسے solve کیا ہے لیکن ان کا اسی حد تک ہوا ہے کہ ان کی resource based human skills and hard core technology, R&D میں ہم سے اتنی زیادہ ہے بلکہ اب تو ان کی ایک global competitive profile بن گئی ہے۔ پاکستان میں نہ کسی حکومت نے R&D کو ترجیح دی ہے، نہ کبھی private sector کو اتنا incentive دیا ہے۔ اب ہم private sector کو اتنا incente دے دیں کہ وہ جو drug کی قیمتیں بڑھا رہے ہیں یا ان پر taxes... جیسا کہ میں نے کہا there are no taxes on life saving drugs import. صرف packaging پر ہوتا ہے۔ میں چاہ رہی ہوں کہ وہ بھی اگر اس بجٹ میں نہ ہو سکے تو اگلے بجٹ میں ہٹا دیا جائے۔ مگر یہاں بغیر لائسنس کوئی چیز manufacture نہیں ہو سکتی اور اب میرا خیال ہے کیونکہ یہ regime اتنا پرانا ہو چکا ہے' Drug Licencing Act 1976 کا ہے' بہت ادوار گزر چکے ہیں' بہت پیچیدگیاں آ گئی ہیں اور میں نے منسٹری کو ہدایت کی ہے کہ ایک independent Drug Regulatory Authority بنائی جائے۔ بہت سے ممالک میں ہے' امریکہ میں Food and Drug Regulatory ہے۔ یہ ذرا autonomous ہو' body Ministry of Health اس کو facilitate کرے لیکن drug licencing as such drug controller ministry میں نہ ہو کیونکہ اس میں بڑی ہی کرپشن اور public service میں deficiencies کی گنجائش بن جاتی ہے بلکہ میں اس floor پر نہیں کہنا چاہوں گی but since I have come, I have had to remove the top echelons of the drug control. Not the board here مگر ہمارے جو drug controllers ہیں یہ ان کا ایک business بن جاتا ہے اگر زیادہ دیر تک وہ ان positions پر رہیں because اس میں graft possible ہوتی ہے۔ پھر جو drug اس میں نکل آتا ہے' وہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ

کو Panadol دس روپے میں مل رہی ہے اور سو روپے کی Panadol بھی مل رہی ہو گی۔ all you will trust that سو روپے کی Panadol? کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ کس فیکٹری میں' کہاں بنی ہے۔ اس طرح کی licencing ہم بالکل discourage کرنا چاہتے ہیں اور کیونکہ آپ لوگوں کو اس طرح change or recycle or personality پر مبنی نہیں کرنا چاہیے۔ ایک ایسی اداراتی transparency or institutional set up ہونا چاہیے جس میں built in structure ہو' quality assurance ہو' اس وجہ سے میں نے یہ کوشش کی ہے کہ آپ کے سامنے بجٹ کے بعد ایک autonomous regulatory authority ہو۔

جناب چیئرمین: سلیم سیف اللہ خان۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اگر ایک ہی سوال پر اتنی تفصیل سے بات ہو گی تو I think the minister, if she could give a short answer, so that we could go on with.. جناب چیئرمین! میرا یہ سوال ہے کہ Drug Courts اور یہ وغیرہ وغیرہ سے کچھ نہیں ہونا۔ نہ پہلے کچھ ہوا ہے نہ آج کچھ ہو گا۔ اس کی بنیاد ہے اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں electronic, oil and gas, telecom وغیرہ کے لیے تو regulatory authority ہے لیکن جس کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے' اس کے لیے کوئی regulatory authority نہیں ہے اور اس کا ہمیں بھی احساس ہے کہ پچھلی حکومت میں ہم یہ نہیں کر سکے۔

So, my question to the minister is that if she wants correction in this industry and this sector, please speed up this drug regulatory authority.

Mr. Chairman: Thank you. She has already mentioned that. Sardar Jamal Khan, last supplementary.

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

The honourable minister was very ably able to dilate on this whole drugs and spurious drugs issues. This is also connected to the minister of

interior and FIA is supposed to ensure that they crackdown heavily on the spurious drugs because a lot of loss of life is taking place all across the rural areas of Pakistan also, which I personally feel is the dominant population area of Pakistan. There was a sub Committee.....

جناب چیئرمین: Question بتا دیں۔

Senator Sardar Muhammad Jamal Khan Leghari: Sir, there was a sub Committee. I would like to inform the House...

جناب چیئرمین: نہیں question hour میں background نہیں بتاتے to the point question کریں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب! اس ضمن میں sub Committee form ہوئی تھی۔ اس sub Committee میں Secretary Health, Secretary Interior, Ministry Officials, FIA and Ministry of Law ان ساروں کے ساتھ comprehensive meeting کی تھی۔

The ministry of Health, I would name the Secretary Health, Mr. Lashari, was supposed to, within a month time period, get in touch with all the stake holders and present its recommendations to the Committee. So, the minister should be aware of that development that just in taking place on the side also. Thank you.

Mr. Chairman: She could follow that up also kindly. Question No. 75, Ch. Muhammad Anwar Bhinder. On his behalf

ہارون صاحب، آپ لیتے ہو on his behalf.

(Inaudible)

جناب چیئرمین: اس پر ہو گیا ہے، جو سپلیمنٹری---

سینیٹر ہارون خان: جناب! important چیز ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو imported drugs کی لسٹ دی گئی ہے' یہ ساری وہ ہیں جو life saving category میں آتی ہیں۔ آپ دیکھیں ہیپاٹائٹس کا علاج' کینسر کا علاج اور heart کا' یہ سب چیزیں آتی ہیں اور اس کا علاج کرانا ہوتا ہے' یہ import پر dependent ہوتی ہے' اس لیے ان کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ علاج لاکھوں میں ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس 450 pharmaceutical units ہیں' جب ان کا licence renewal کا ٹائم آتا ہے تو ان پر کوئی condition کیوں نہیں لگائی جاتی' یہ multi nationals ہیں' یہ جو import کرتی ہیں' لگتا ہے کہ کسی کا interest ہے کہ ہر سال اڑھائی سو ملین ڈالر کی import کرتی ہیں۔ ان پر condition لگانی چاہیے کہ یہ یہاں بنائی جائے اور آہستہ آہستہ اس کو phase out کیا جائے because جب life threatening disease ہوتے ہیں تو اس سے فیملی پر پہلے ہی بہت بوجھ ہوتا ہے اور یہ لاکھوں کے علاج سے بوجھ اور بڑھ جاتا ہے۔

Ms. Sherry Rehman: The issue that the member has identified that import is some kind of corruption related exercise. It is not. He mentioned himself

جہاں corruption related exercises ہیں' وہ میں نے خود identify کی ہیں۔ ہوں گی مگر جیسا we can't afford to put ban on the import of life saving drugs because. They have to be available, the کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ فیملی پر trauma ہوتا ہے۔ vaccines have to be available ابھی بھی Interfer on جو Hepatitis C کے لیے ہوتی ہے' it is not available in the country beyond 1500 units اور بہت مسئلہ ہو رہا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اسے local firm manufacture کرے' ان کے ساتھ MOU sign ہو رہے ہیں مگر ہم کسی پر یہ condition نہیں لگا سکتے that you as a firm, 423 or 432 firms, from now on you will be manufacturing a sophisticated vaccine or drug for which (a) there is no patent right now. These patent

TRIPS اور World Health Organization اور اس پر related drugs, most of them local firms تو یہ firms پر لاگو نہیں کر سکتا اور یہ پاکستان اپنی میں بھی بات ہو چکی ہے۔ ہیں، ہمارے ملک میں multi nationals تو چار یا پانچ ہی رہ گئی ہیں بلکہ

Merk Sharp and Dohme, which is the largest multi national, just shut down and left Pakistan because we could not raise the price for their drugs and their cost of input was too high.

Mr. Chairman: No. 75.

75. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 29-03-2008 at 08.35 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the income and expenditure of the Pakistan Medical and Dental Council during the financial year 2006-2007;

(b) the grants or the aids given to the said council by the Federal Government during the said period;

(c) the number of persons working in the said council as on 30-06-2007 with grade-wise break up; and

(d) the expenditure of the council on the establishment / employees during the said period?

Ms. Sherry Rehman: (a) Total income of the PM&DC during financial year 2006-2007 was Rs. 52,464,455/- and expenditure was Rs.52,375,876/-

(b) PM&DC was not given any grant in aid by the Federal Government during the said period.

(c) Total number of employees as on 30-06-2007 was 85. Grade-wise break-up is given at Annex.I.

(d) Expenditure on the Establishment/ Employees of PM&DC during the said period was Rs.13,956,729/-

Annex-I

TOTAL NUMBER OF EMPLOYEES DURING FINANCIAL YEAR 2006-2007

S.No.	Designation	PM&DC Special Pay Scale	Number of employee
1.	Secretary	12	1
2.	Deputy Secretary	10	1
3.	Assistant Secretary	9	5
4.	P.S. to Secretary	9	1
5.	Public Relation Officer	9	1
6.	Protocol Officer	8	1
7.	Assistant Admin Officer	8	1
8.	Superintendent	8	3
9.	Accountant	8	1
10.	Data Processing Assistant	8	1
11.	Assistant Incharge	7	2
12.	Steno typist (Selection grade)	7	1
13.	Steno typist	6	3
14.	Data Control Assistant	7	2
15.	Assistant	6	10
16.	Key Punch Operator	5	4
17.	Cashier	4	1

S.No.	Designation	PM&DC Special Pay Scale	Number of employee
18.	UDC/Junior Assistant	4	6
19.	Telephone Operator	4	2
20.	L.D.C.	3	9
21.	Driver	3	5
22.	Dispatch Rider	3	1
23.	D.M.O.	2	1
24.	Record Sorter	2	1
25.	Security Guard	1	3
26.	Naib Qasid	1	9
27.	Waiter	1	2
28.	Cook	1	1
29.	Sanitary Worker	1	3
30.	Chokidar	1	1
31.	Gardener	1	1
		Grand total :	85

جناب چیئرمین: بلور صاحب، آپ نے کچھ کہنا ہے؟

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Thank you Mr. Chairman, I will ask the honourable minister that she has said that 13 million is their establishment expenditure and total budget is 52 million, the rest of the amount is spent where? On their tours and all that? Can honourable minister say about this?

Ms. Sherry Rehman: PMDC is a statutory regulatory body. They are autonomous of the Health Ministry. So, I really can't get into where they are spending their money. They are regulating a great deal of hospitals. They are registering all bodies. They are registering all doctors. They are inspecting all degrees and they are looking at all specialists that are needed to be verified.

سارے private practitioners and quackery بھی ان کی ذمہ داری بنتی ہے بلکہ ہم نے انہیں recommend کیا ہے کہ کچھ quackery کے بارے میں اور جو Doctors وہ جو registered private medical association charge کر رہے ہیں اور بہت زیادہ fee charge ہو رہی ہے اس کے بارے میں کچھ کیا جائے تو since they are not doing anything, we are starting from recommending antiquackery legislation and the drug regulatory legislation for them, the last government incidently did nothing about both these two.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: But actually whatever I have said, I could not get the reply by *Mohterma*.

Ms. Sherry Rehman: They are not government employees. I can't...

Senator Ilyas Ahmed Bilour: I understand that is authority but it comes under ministry of health. If you overlook then Mr. Chairman, I think the honourable minister should have given the answer that it does not come under us and if she is giving a detail that their expenditure is 13 million and their allotment is 52 million. So, it means about 39 million rupees are unverified.

Mr. Chairman: I think, they get membership or other charges that they have for examination other than they supervise this for those hours, standing Committee was looking at this aspect. They charge fee for the examination all that they conduct. Question No. 76, Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

جی رانجھا صاحب! on his behalf.

Senator Dr. Khalid Ranjha: There is a question of expenditure.....

جناب چیئرمین: آپ کس سوال پر کر رہے ہیں' پچھلے سوال پر کر رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جی پچھلے سوال پر کر رہا ہوں جو بلور صاحب نے کیا تھا۔

جناب چیئرمین: اچھا' sorry میں next پر گیا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: Supplementary question کر رہا ہوں۔

Mr. Chairman: O.K.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: میں گزارش کرتا ہوں کہ

composition of Council is done by the Ministry of Health, the Council has X numbers of members and out of those some are of course elected, others are appointed by the Ministry of Health. So, how can the Ministry of Health say

کہ ہمیں پتا نہیں کہ کیا کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلور صاحب نے بڑا خوبصورت سوال کیا ہے کہ ہم نے ان سے ایک کروڑ کا حساب مانگ لیا ہے' وہ کس دائرہ اختیار میں کیا اور باقی جو چار کروڑ ہے' جو account for نہیں ہو رہا ہے' یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اس بات کا پتا نہیں ہے'

if the Government is an Authority which appoints the Council and members of Council then the Government is under obligation and I would request the Chair that this question be deferred and the Minister should of course come up front as to what is the working of PMDC.

یہ کونسا اتنا بیلنا چلا رہے ہیں کہ ان کو چار کروڑ کا پتا نہیں ہے اور ہمیں صرف ایک کروڑ بیس لاکھ کا پتا ہے۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ یہ کہنا کہ ہمیں پتا نہیں ہے'

that is not correct. This question should be deferred and the Minister

should come forward with an account before the House about the remaining 4 crores of rupees sir. Thank you sir.

Ms. Sherry Rehman: The mandate of the Pakistan Medical Dental Council is very clear over here, it has established itself as a Regulatory Authority in 1933 and 1947 by adopting the Indian Medical Council Act. Now the four provinces are represented in this Council and they come up and nominate their own members. They are not anything but a regulatory independent authority, they are generating their own income and they are spending their own expenditure. We certainly do look at what they are doing because obviously we are the government. The secretary health is represented in the council and we have one or two other people on it, we have recommended a regulatory committee within the council and monitoring committees. If you see the answer they have standing recognized curriculum. So, they perform actually the entire regulatory mechanism that is needed for not just the medical practice which is huge in Pakistan but also the medical health sector. This includes all the curriculums, this includes the setting of disciplinary committees, this includes who is verified, whois specialist, who is...

Mr. Chairman: Registered universities also, medical universities.

Ms. Sherry Rehman: Examinations are held in all the universities. So their expenditures are naturally considerable but they are not as such any more answerable as a Government Department to us. We

can seek their accounts of course and they are as a public body liable to submit it. If you want to know what their further accounts are, we can answer but we are not really answerable for them, the Government is not answerable but can certainly make, recommend changes and can certainly recommend methods of operations. Let me tell you the annual output of doctors they verify and make doctors is 5000. The Dental Colleges are 12, the private medical colleges are 24, so there is a huge amount, 2000 nursing schools, 300 dental colleges, 70 nursing colleges, midwifery 900 schools and public health schools 800. These are LHVs but yes, I agree that we should perhaps be looking into, there is also total number of doctors and dental surgeons given here. What they want exactly, their number, salaries, what they are doing, on which head, how much they are spending on registering colleges, how much they are spending on running those examinations that come to quite a lot and we should be happy to provide it next time.

جناب چیئرمین: رانجھا صاحب! میں اس پر عرض کرتا ہوں کہ ہماری جو Standing Committee ہے، اس کے پاس already کافی عرصے سے یہ issue پڑا ہے، یہ point وہیں refer کر دیتے ہیں۔

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, for the information of the minister, probably she is not aware that this matter was taken by the Supreme Court and a bench had given a number of directions to Government of Pakistan in respect of bringing the affairs of the Council up to date. And the mere issue was that the Government was not

performing its role of bringing the right number of people on the Council. It is the question which engaged the attention of the Supreme Court.

Ms. Sherry Rehman: They were talking behind me, I cannot hear a word.

Mr. Chairman: Sorry, he was saying that there was Supreme Court's ruling regarding the membership and that is what he is bringing to your notice.

Senator Dr. Khalid Ranjha: The Federal Government of course was called into question that why have they not brought the Council in its right shape till date and I will take the Chair into confidence, the issue was, they were willy nilly given charters to make these colleges and bring them on the area where kids paying a lot of money who were getting admissions. And those colleges could not complete education

وہ تعلیم تو نہیں دے رہے تھے اور یہ دھڑا دھڑ پیسے لے کر enrole کر رہے تھے۔ یہ مسئلہ Supreme Court میں آ گیا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ بھی تھا اور اس کے بعد پھر انہوں نے روک لیا تھا then the membership of private universities on their Council also was with the courts. So, I think, you can look at and آپ رانجھا صاحب کے ساتھ details up date کر لیں۔

Ms. Sherry Rehman: Yes, we are aware of the Supreme Court ruling, in fact we have asked them to submit their working then we are not happy with their performance.

Mr. Chairman: Question No. 76. Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, Mr. Khurshid Shah is looking after this, he is on his legs in the Assembly.

Mr. Chairman: And we will take it up later.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی۔

Mr. Chairman: We will go on to Question No. 77, Col. (Retd.) Tahir Hussain Mashhadi.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جیسے ہی Minister صاحب آئیں گے تو Question No. 76, شاہ صاحب اس وقت National Assembly میں ہیں' we will take it up at that time. وہاں پر Question Hour ہو رہا ہے۔

Ms. Sherry Rehman: Sorry, sir they are asking for me over there. So, I really don't know how to answer right now, you are running concurrent...

Mr. Chairman: We can take up Health in a go and keep it brief as well so that...

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسی time پر Senate کا session بھی ہو رہا ہے اور اسی time پر قومی اسمبلی کا session ہو رہا ہے' کوئی minister نہیں ہے' ہمارے سارے questions یہاں سے وہاں ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں minister ہیں' جواب دے رہے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں، مہربانی کریں کہ اگر آئندہ صبح کے time قومی اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے تو کم از کم Senate کا اجلاس شام کو رکھیں۔

جناب چیئرمین: آج جمعہ کا اجلاس تھا' coordinate کر لیں گے۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں، جتنے ministers ہیں، وہ موجود تو ہوں، یہ questions اسی طرح ہو رہے ہیں، یہ خانہ پری والی بات ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! پہلی بات یہ ہے کہ کونسا minister موجود نہیں ہے۔ خورشید شاہ is on his legs over there, he will be here in two minutes time.

سینیٹر آغا پری گل: کل بھی اسی طرح ہوا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: کل بھی سارے ministers موجود تھے۔

جناب چیئرمین: نہیں، کل تو موجود تھے۔

سینیٹر آغا پری گل: ہم لوگ یہاں آ کر بیٹھے رہتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: کل سارے ministers موجود تھے، آپ کسی ایک minister کا بتا دیں کہ موجود نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: کل پورے questions بھی cover ہوئے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: کل سارے ministers موجود تھے اور آج Friday ہے اور Friday کی وجہ سے دو sessions ہیں۔

جناب چیئرمین: آج time تھوڑا ہے اور Minister صاحبہ نے جانا بھی ہے۔ شیری رحمٰن صاحبہ we will do your questions in a go and if that is alright with the House.

Ms. Sherry Rehman: Yes.

Mr. Chairman: Question No. 77, Col. (Retd.) Tahir Hussain Mashhadi.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman, actually I had asked the question where the free medical treatment...

Mr. Chairman: Please, keep the supplementary brief so that we cover more and the Minister can then go to the National Assembly also.

نہیں، نہیں اجلاس تو ہے، سوال ہے، supplementary مختصر رکھیں، ministers تو ہیں، Health minister ہیں، دوسرے بھی آ جائیں گے، اگر اب اس وقت ہم change کریں، National Assembly کرے، یہ جمعہ کی وجہ سے ہے، پہلے ایسا مسئلہ نہیں ہوا ہے۔ جی مشہدی صاحب has the floor. جی مشہدی صاحب آپ بات کریں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman...

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: سوال گندم ہے تو جواب چنا نہیں ہونا چاہیے، مختصر جواب دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین: مختصر جواب دیں، آپ کی یہ بات صحیح ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: ایک question پر اگر ڈیڑھ گھنٹہ جواب ہوتا ہے تو پھر کیا ہو گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، سوال بھی مختصر رکھیں، جواب بھی مختصر سا ہو جائے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: یہی ہے، ہم کب سے ہاتھ اٹھا رہے ہیں، کوئی جواب بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی مشہدی صاحب۔ بنگزئی صاحب! آپ نے کب ہاتھ اٹھایا ہے۔ آپ کے سامنے سارے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں، مجھے معاف کیجیئے گا پھر مجھے نظر نہیں آیا، ہاتھ ذرا سا اونچا اٹھا لیں۔ جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I had

asked the question about the free treatment in the Jinnah Postgraduate in Karachi, the answer given is that the Zakat...

جناب چیئرمین: پری گل صاحبہ! آپ کا کیا جواب ہے؟

سینیٹر آغا پری گل: دیکھیں، ہم سارے دور دور سے آتے ہیں اور یہاں پر ہمارے کتنے questions senators کے رہ گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ministers وہاں پر ہیں، ministers یہاں پر ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں ایک گھنٹہ ہوتا ہے، ministers موجود تھے جو کل نہیں تھے، وہ بعد میں آ گئے تھے، Question Hour کا ایک گھنٹہ پورا ہوا تھا، اگر سوال مختصر رکھیں تو جواب مختصر ہو گا، زیادہ cover ہوں گے۔ وہ سوال کئی دفعہ اس لیے رہ جاتے ہیں کہ گھنٹے میں پورے نہیں ہوتے، وہ Assembly کے rules ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں، میں یہ چاہتی ہوں کہ قومی اسمبلی کا اجلاس صبح کو ہو تو آپ Senate کا اجلاس شام کو بلائیں۔

جناب چیئرمین: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، آپ لوگ خود فیصلہ کر لیں، آپ ممبر ہی کہتے ہیں کہ جمعہ کو رکھیں، اگر آپ آج کہیں کہ شام کو کرنا ہے، آدھی رات کو کرنا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، members فیصلہ کر لیں۔ آپ ہی نے خود فیصلہ کیا ہے کہ جمعہ کو صبح رکھیں کریں کیونکہ بعد میں weekend ہوتا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: اگر وہاں نیشنل اسمبلی میں صبح ہو رہا ہے تو یہاں شام کو رکھا کریں۔

جناب چیئرمین: ان کا اپنا independent House ہے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: یہ دیکھیں میرا question defer ہو گیا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: سب کے defer ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: کونسا سوال defer ہو گیا؟

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: یہ information کے بارے میں ہے' PTV employees کے بارے میں تھا۔

جناب چیئرمین: اگر defer ہو گیا ہے تو اگلے دن آئے گا۔ اس دن منسٹر صاحبہ نے چھٹی مانگی ہوئی تھی' وہ یہاں نہیں تھیں۔ وہ تو آپ کے rules میں allowed ہوتا ہے۔ جی مشاہد صاحب۔

77. *Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: (Notice received on 24-04-2008 at 12.10 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the facility of free, medical treatment in "National Institute of Cardio Vescular Diseases (NICVD), Karachi has been discontinued, if so, the reasons thereof; and

(b) whether there is any proposal under consideraion of the Government to restore the said facility in the said hospital; if so, when?

Ms. Sherry Rehman: (a) Free treatment for the poor "Zakat Mustahaq" patients at the NICVD Karachi is, as always, continuing without interruption. Besides this the Federal Government employees and retired defence personnel are also treated without any charges. The charges are reimbursed by their respective departments if any item is purchased while they are admitted for treatment. The general ward patients at NICVD pay only a token money with a subsidy upto 80% from the hospital funds for all their treatment.

(b) As the said facilities at the NICVD has never been discontinued, thus question of restoring the said facility does not arise.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mushhadi: Mr. Chairman, I had asked the question whether the poor get any treatment in Jinnah Hospital. Answer given is that the Zakat cases, the defence personnel and the government servants get treatment. That was not the intention of my question. The question is that the poor people of Pakistan are authorized free medical treatment. Why are they not getting that treatment in the government hospitals? Why they have to suffer

their illnesses, without any attention whatsoever from the government and they are dying because of lack of treatment? That was my question and I would like the clarification that whether free medical treatment is being given in the National Institute of Cardiovascular diseases or not? Not that the Zakat people can get it or defence personnel can get it. They can get it anywhere. They are special. All the Zakat cases are poor, I agree but not all the poor are Zakat cases. The 98% people of Pakistan are poor. They come in the poor category.

جناب چیئرمین: منسٹر صاحبہ کا جواب سن لیں۔ جیسے یہ کہہ رہے ہیں there is an organized system where they take care but there may be others who may not be getting it but this is there is the system where they زکوٰۃ کا جو ہے coordinate but the Minister can give you more details.

Ms. Sherry Rehman: Mr. Chairman, thank you, you are quite right, *Zakat and Baitulmal* are the two systems that we use for providing free health care or somewhat subsidized health care but NICVD unlike that level. Federal hospitals are specifically for Cardiovascular diseases as the honourable member may know. And why? They have will and certainly the heart to provide free medical care to all in Pakistan. I think for every government not just our govenment, there is no way that other than PIMS, JPMC, Federal Poly Clinic and the seven federal hospitals (be operated), do give free medical treatment.

But NICVD cannot provide hundred percent free treatment because each angioplasty, angiogram, they cost more than 30 to 40

thousand and the open heart surgery can end up costing something like 120 thousand, plus drugs, plus a great deal of other supportive and tertiary cost. 25% of people are the ones that have been identified as the poorest of the poor and they are given three treatments as well as compensation for the drug. I agree and we want to do it. The allocations that are made for the health sector as well as the free medical services are not enough to provide sophisticated cardiac surgery, sometimes triple vessal disease bypasses, that costs three to four lac per patient. They are treating something like over 500 thousand patients in one year. So with the tests involved, with the drugs available, there is only 5% to 10% service charge made at the utmost, this hospital does not make profits on any of its patient.

Mr. Chairman: Mr. Bangulzai.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: میری گزارش یہ ہے کہ کیا ہم اس hospital میں کوئی ایسا mechanism متعارف نہیں کرا سکتے کہ اگر کوئی مستحق مریض علاج کے لیے آتا ہے تو اس کے پاس وہاں کے مقامی زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین کا سرٹیفکیٹ ہو کہ یہ واقعی مستحق ہے اور اس کا علاج کیا جائے' اس کے بعد اس کی payment متعلقہ District Zakat Committee کے چیئرمین سے لی جائے کیونکہ یہ سنگین قسم کے واقعات ہوتے ہیں اور خصوصاً جو دل کے مریض ہوتے ہیں' جس طرح یہاں فرمایا گیا کہ محکمہ دفاع اور وفاقی ملازمین کو تو یہ سہولت ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں 16 کروڑ عوام کی آبادی میں کئی لوگ ایسے ہوں گے جو واقعی زکوٰۃ کے مستحق ہیں اور جن کا ہنگامی بنیاد پر علاج ہونا بھی ضروری ہے۔ میری وزیر برائے صحت سے یہ گزارش ہے کہ آیا کوئی ایسا mechanism ہے it will not take a long time, it takes just one week.

جناب چیئرمین: نہیں اس سے بھی کم لگتا ہے' ان کا ایک سسٹم ہے۔ زکوٰۃ کا جو پیپر دیتے ہیں وہ verify کر کے دے دیتے ہوں گے کیونکہ مجھے خود اس بات کا ذاتی تجربہ ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: اگر مقامی چیئرمین اسے چٹ دے دے گا تو اس کا علاج تو ہو جائے تاکہ پھر وہاں سے اس کے پیسے draw ہوں۔

Ms. Sherry Rehman: Mr. Chairman, thank you, that is quite possible

اگر مستحقین اپنے علاقے سے بھی لے آئیں تو زکوٰۃ verification وہاں ہو سکتی ہے اور ایسا ہوتا بھی ہے لیکن کافی لوگ جلدی میں آتے ہیں they are not able to go to their district, they just come straight away to NICVD.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب! میں وزیر صاحبہ کا جواب نہیں سمجھا۔ یہ جو کراچی والا ہسپتال ہے اس میں نہیں ہو رہا کیونکہ ہر district میں تو heart کا علاج نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: جی امجد عباس صاحب۔

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, I am thankful to the Minister for such an elaborate answer but we have just covered three questions in one hour.

اتنے سارے سوال رہ گئے ہیں، تھوڑا سا مختصر جواب دے دیا کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جیسے آپ detail پوچھ رہے ہیں lets keep on both side جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں محترم وزیر صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ کیا آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ یہ بتا سکیں کہ اس وقت ان patients کی کیا proportion ہے جن کو آپ free treatment دیتے ہیں؟

Mr. Chairman: You have that information!

Ms. Sherry Rehman: Mr. Chairman, 80% were only treated on

token money from hospital funds.

مگر token money ہوتا ہے' اس میں کبھی پانچ روپے کی چٹ ہوتی ہے' جیسے PIMS میں ہوتا ہے' کبھی 500 کا token ہوتا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: میرے خیال میں اگر وہاں پر کوئی گیا ہے اور میں خود کئی دفعہ وہاں پر patient لے کر گیا ہوں۔ وہاں پر اس طرح نہیں ہے' وہاں جو emergency میں لوگ آتے ہیں وہ really trouble میں ہوتے ہیں کیونکہ یہاں پر جو زکوٰۃ کا نظام ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ میرے سامنے وہاں پر کئی ایسے patients تھے جن کا کہ pacemaker لگانا تھا اور وہ ایک ایک مہینے سے پڑے ہوئے تھے اور ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔ آپ کا NICVD institute ہے اس میں عام آدمی کا علاج مشکل ہے' جس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ مطلب even Xray کے لیے' ٹھیک ہے charge کریں----

جناب چیئرمین: وہ کرتے لیکن سب کو شاید cater نہ کر سکتے ہوں۔ جو آپ کی تجاویز ہوں وہ ضرور دیں I am sure they are looked into it.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: ہماری تجاویز یہ ہیں کہ اس فنڈ کو بڑھا دیں تاکہ جو comman man ہے اس کا علاج ہو سکے۔

جناب چیئرمین: اس پر supplementaries پورے ہو گئے ہیں۔

Ms. Sherry Rehman: I just want to respond

وہ آپ صحیح کہہ رہے ہیں کہ بہت سے لوگوں کو انتظار بھی کرنا پڑتا ہے۔ سب crisis میں آتے ہیں' یہ تو usually heart کا ایک trauma ہی ہوتا ہے مگر میں اتنا ضرور بتا دوں کہ دنیا کا سب سے sophisticated public health system is the National Public Health System in U.K.' وہاں پر بھی pacemaker کی اکثر تین مہینے waiting list ہوتی ہے' ان کے وسائل ہم سے دس گنا ہیں but they are not able to provide, that is the press of services. اور یہاں پر 80% patients کو free treatment ملتا ہے' not necessarily through Zakat system, also through the hospital system.

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! ان سے متعلقہ میرا سوال ہے اس کا جواب نہیں آیا ہوا۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہ سوال نمبر 93 ہے۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے لینا چاہتے ہیں؟

سینیٹر کامل علی آغا: جی please

Mr. Chairman: That is o.k for the House sense.

سینیٹر کامل علی آغا: میں request کر رہا ہوں' آپ کی مہربانی۔ میں نے ضروری کام سے جانا ہے۔

جناب چیئرمین: Leader of the Opposition کہہ رہے ہیں let us give him.

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: میں نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ مجھے تھوڑا کام ہے' اس لیے میں request کر رہا ہوں۔ آپ کی مہربانی۔

Mr. Chairman: Question No. 93. Mr. Kamil Ali Agha.

93. *Mr. Kamil Ali Agha: (Notice received on 15-05-2008 at 10.05 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) whether it is a fact that 10% customs Duty and 6% Inccome Tax has been imposed on life saving Rabies Immunoglobulin (150 IU/ml), tetanus Immunogobulin (250 IU/ml), Hepatitis B Immunoglobulin, Human Albumin 20% Factor VIII and Plasma derived fibrin sealant, if so, its reasons; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to withdraw the said duty and income tax, if so, when?

Ms. Sherry Rehman: Information is being collected. As soon as the same is received, it will be submitted.

Mr. Chairman: Any supplementary? Mr. Kamil Ali Agha.

سینیٹر کامل علی آغا: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں ایسی ادویات ہیں جو کہ ساری

کی ساری life saving drugs ہیں۔ یہ question میں نے تقریباً 15 دن پہلے put کیا تھا اور اس میں جواب یہ آیا ہے کہ معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں' یہ جیسے ہی موصول ہوئیں ان کو پیش کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میں نے یہ سوال کرکے بالکل مختصر طریقہ اپنایا تھا اور اس لیے اپنایا تھا کہ یہ ساری کی ساری ادویات ہیپاٹائٹس اور cardiac surgery اور دیگر معاملات میں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ اتنی hue and cry public کے اندر اس وقت ہو رہی ہے کہ پچھلے دو ماہ کے اندر جو انجکشن چھ ہزار روپے میں مل رہا تھا وہ آج بارہ ہزار میں اور بارہ ہزار کا جو انجکشن مل رہا تھا وہ اٹھارہ ہزار میں مل رہا ہے۔پروفیسر صاحب! نے جو سوال ابھی کیا یہ بات بالکل اس سے متعلقہ ہے کہ جو estimate لگایا جاتا تھا free treatment کے لیے' غریب لوگوں ' مظلوم لوگوں کے لیے' وہ estimate اب دو لاکھ چالیس ہزار سے تین لاکھ تک چلا گیا ہے اور جو مریض اس وقت زیر علاج تھے اور ان کو وہ treatment دی جا رہی تھی ان کے انجکشن ناممکن ہوگئے ہیں اور اس میں اگر ایک انجکشن کا gap پڑ جائے تو ساری کی ساری treatment دوبارہ شروع ہو جاتی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا بھی نقصان ہے اور ان مریضوں کا انتہائی نقصان ہے جو 23 injections لگوا چکے ہیں اور ایک انجکشن لگانا باقی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جواب کوئی اتنا بڑا جواب نہیں تھا اگر ان کو کوئی information یا SRO چاہیے تھا تو میں ان کو دے دیتا ہوں میرے پاس سب موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: ہوسکتا ہے policy review پر وقت لگ رہا ہو۔

سینیٹر کامل علی آغا : ان کے پاس کم ازکم information ہونی چاہیے اور میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سوال کو defer کیا جائے اور یہ undertake کریں کہ کب یہ اس کا جواب دیں گی اور کب ان کو معلومات ملیں گی۔ اصل میں بات یہ ہے کہ وزراء کی اتنی مصروفیت ہے کہ ان کے پاس چار چار پانچ پانچ محکمے ہیں۔ اس کے لیے کوئی تردد نہیں کر رہا۔ یہ میری بات حوصلے سے سنیں ان کی مہربانی ہے۔میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس معاملے میں بھی انسانیت تڑپ رہی ہے اور لوگ بے چارے مر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ انجکشن لگوانا کوئی آسان کام

نہیں ہے۔ جس کو ایک انجکشن لگتا ہے اس کو کئی کئی دن بخار رہتا ہے۔اتنی تکلیف اٹھانے کے باوجود اب وہ چوبیس انجکشن دوبارہ ان کو لگیں گے صرف اس لیے کہ اس پر taxes لگا کر یہ ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ taxes recently لگے ہیں فروری میں' یہ بلور صاحب کیوں تڑپ رہے ہیں۔ یہ آٹے کا مسئلہ نہیں ہے یہ آٹا بلیک کرتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : جواب سن لیں ۔ Let' s have order in the House and hear the Minister ان کا جواب سن لیں ۔ Minister Health please you have the floor. اس کا جواب سن لیں کیوں کہ اس کا ابھی answer ہی نہیں ہے تو discussion نہیں ہو گی۔ Minister Sahiba you have any comment on that.

Ms. Sherry Rehman: I do, but only after if House is ready to have an answer, I will give an answer. Yes, I am sorry that the honourable member did not get an answer and I took the Ministry to task ten days ago but they said that this is because we are now in the budgetary process and these things routinely go to FBR and to the tax department. I have told them that there can be no taxes on life saving drugs and on interfron there is no tax and sales tax as we know it, but this is a process that happens every year. Its called the budgetary process, it has nothing to do with how you suffer or interfron is available or not. It suspends all taxation information to all departments for atleast twenty days to one month till it has reviewed the taxes it may be levying those taxes or it may not be levying those taxes but it is all budgetary process. We could not, for love of money, get their information out of the CBR because they do not give it as a process, they say you already have what

you have in the past. I can only inform you as I have informed this august House many times in the past, and today as well, that life saving drugs do not when they are imported specially do not have a custom duty on them. There is something called a sales tax on their packaging, which I have asked CBR to review as well. Why should life saving drugs even that have a sales tax on their packaging. They said, they will look into it but it is not in the Health Ministy's hands. I completely agree, that interfron is vital, it cannot be interrupted but it is not a question of the taxation as to why the interfron supply to Pakistan is interrupted. It is question of a crunch on resources this ministry has an outflow from the past government which they rank so well that there is no supply of interfron in the pipeline other than urgent import made by this government and only 1500 we have been able to obtained that hugely expensive as was said by the honourable minister and Hepatitis-C which has an incidence of 4 to 5 percent in Pakistan, its growing at an alarming pace. It is one of the largest global pandemic now for Pakistan and India and we are not able to afford. Let alone pay the tax on interfron we will not be imposing a tax on poor people. We are not able to even procure the interfron in the international market enough to meet the needs of a basic vaccine for life. Even after, for treatments the outcome is not guaranteed the honourable members.

ان کو بڑا درد تھا' وہ یہ بھی سوچیں کہ بے چاروں کو چاہے treatment بھی دیں تو پھر out come guranteed نہیں ہوتا تو اس کے لیے Ministry of Health نے اور بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ we are urging local councils کہ جو water borne diseases اور

blood borne diseases ہیں اس کے ساتھ awareness campaign کی کوشش کی ہے curative اور preventive میں بہت فرق ہوتا ہے curator for Hepatitis is prohibitively expensive نہ انڈیا میں afford ہو رہا ہے اور نہ بنگلہ دیش میں ہو رہا ہے in terms of provision not just in terms of buying and doing it free. In terms of actual procurement there is problem so far we are encouraging new firms here to produce in bulk. I am shocked in a point there were only 1500 interferon treatments available

جلدی سے scramble کرکے جون میں بھی پندرہ سو آ رہے ہیں ۔ پندرہ سو کس کی ناک میں پڑیں گے۔یہاں تو پانچ فیصد ہیپاٹائٹس سی ہوا ہے اور تین سے چار فیصد کو بی ہوا ہے ---

Senator Wasim Sajjad: Sir the honourable Minister for Health is probably misunderstood the question. The question is not about interferon, it is not also about imposition of tax, it is a factual inquiry and the honourable Leader of the Opposition was asking whether it is a fact that 10% customs duty and 6% income tax has been imposed on life saving rabies immunable drugs, Tetanus, and Hepatitis-B immunable drugs. Human albumen 2% and fat rate in plasma. So this was the question, it has nothing to do with asking the Federal Board of Revenue. It is a factual inquiry which the ministry of Health should have.

جناب چیئرمین: Withdrawl کے لیے پارٹ بی کے لیے۔

محترمہ شیری رحمٰن: میں نے already عرض کیا تھا کہ یہ نہیں ہوا ہے۔ مگر یہ process میں ہے we are not able to answer

سینیٹر وسیم سجاد: پہلے کا جواب تو آ جائے

The second answer depends upon the Board of Revenue but the first

question; does the ministry not know whether there is any tax on it. Is the ministry unaware of this? This can easily be found out by looking at the notification, any section officer would tell the honourable Minister whether there is a tax or not. So we are going into interfron and all these things which are not even relevant.

Ms. Sherry Rehman: There is no tax I have informed you.

میں نے پہلے بھی کہا ہے۔

Mr. Chairman: We will go back to question 76 that was left out, Khurshid Shah Sahib is here now.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! دیکھیں یہ on the floor of the House یہ statement دے رہی ہیں۔ میرے پاس پہلے بھی ایک information آئی ہے اس پر بات کریں گے قائد ایوان کہ منسٹرز اس ہاؤس کے اندر ایک statement دے رہے ہیں اور قومی اسمبلی کے اندر دوسری statement دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کا تقدس پامال کرنے والی بات ہے۔ اگر ان کے پاس اس سلسلے میں correct information نہیں ہے تو یہ وہ information لے کر آجائیں' Monday کو دے دیں----

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: دیکھیں جی یہ طریقہ کار نہیں ہے۔ اگر آئندہ یہ بولیں گے تو ہم ان کو نہیں بولنے دیں گے۔ یہ کیا طریقہ کار ہے؟

جناب چیئرمین: آغا صاحب! فلور آپ کے پاس ہے۔ آپ جس موضوع پر بات کررہے ہیں اسی پر کریں-----

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! یہ representation مجھے Pakistan Chemist and Druggist Association نے بھیجی ہے۔ یہ representation میرے پاس ہے اور یہ بغیر ثبوت کے انہوں نے نہیں بھیجی بلکہ یہ ساری چیزیں انہوں نے ساتھ لگا کر

بھیجی ہیں۔ اس میں SROs بھی ہیں اور مکمل فائل انہوں نے مجھے بھیجی ہے۔ یہ اس کو اگر study کرنا چاہتی ہیں تو میں ان کو یہ پیش کرسکتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں یہ طریقہ کار درست نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے پاس بہت کام ہے' چار چار' پانچ پانچ وزارتیں ہیں لیکن یہ طریقہ کار درست نہیں ہے کہ on the floor of the House کوئی غلط statement دے دی جائے۔ یہ اس کو پڑھ لیں' اس کو دیکھ لیں۔ یہ اتنی عام بات نہیں ہے۔ اگر بازار سے بھی پتا کریں تو اس وقت اتنی زیادتی ہورہی ہے کہ لوگ تڑپ رہے ہیں اور ان کے پچھلے courses سارے ختم ہوگئے ہیں اور وہ نئے سرے سے ہوں گے۔ عوام کا بھی نقصان ہوگا' حکومت کا بھی نقصان ہوگا۔ اس کو study کرلیں' یہ sensitive matter ہے۔ میں ان کو یہ پیش کرتا ہوں۔

Ms. Sherry Rehman: Sir, I will just like to answer that, we have already stated on that question that we are obtaining the correct information, however, on life saving drugs, I have informed this House also and the National Assembly in the last session, if you could just give attention, that there has been no Custom Duty.

ابھی بھی میں نے آپ سے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ سیلز ٹیکس packaging پر پھر لگ رہا ہے تو میں نے ان سے عرض کیا کہ جتنے بھی life saving drugs ہیں جن پر zero custom duty اور import duty ہے تو packaging پر اگر sales tax لگ رہا ہے وہ بھی اگر ہٹا دیا جائے۔

But these are recommendations. I can only tell you that this is going into the budgetary process and we do not have the information. That is what was stated over there. But uptil now, we have informed on the floor of both the Houses that life saving drugs

پر zero custom and import duty آرہی ہے۔

Senator Wasim Sajjad: Do we take it sir that then there is no

10% customs duty and 6% income tax on these items mentioned in Question # 93. We are not asking about a new one. Is there a tax today on these items.....

(Interruption)

Mr. Chairman: The Minister has heard the sensitivity and urgency required and I am sure she will attend to it and look at it.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب، تو آئے نا answer is there a tax or there is no tax. We still don't know.....

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: جناب، ہم بھی منسٹر رہے ہیں، طریقہ کار یہی ہوتا ہے کہ جو information آپ کے پاس نہیں ہے اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ جناب correct information لے کر ہاؤس میں پیش کی جائے گی لیکن categorically یہ کہہ دینا کہ اس پر tax نہیں ہے اور اس کے بعد یہ کہہ دینا---میں نے یہی عرض کیا تھا جناب چیئرمین! یہ time لے لیں اور اس پر correct information لے کر پھر ہاؤس کے سامنے آئیں۔ یہ معاملہ سنجیدہ ہے----

جناب چیئرمین: وہ یہی کہہ رہی ہیں، urgency کا بھی realization ہے تو انشاء اللہ اس کو وہ جلدی دیکھ لیں گی۔ We would go to Question 76. Mr. Khurshid Shah is here سوال نمبر 76 ٹیکسٹائل انڈسٹری سے متعلق تھا۔۔۔ on behalf of Anwar sahib, Mr. Haroon Akhtar.

76. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 17-04-2008 at 14.15 p.m.)

Will the Minister for Textile Industry be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the National Textile University Faisalabad has not been accredited with the Pakistan Engineering Council; if so, the reasons thereof; and

(b) *whether it is also a fact that the said University is closed since 8th April, 2008, if so, its reasons and the steps taken to resolve the issue?*

Chaudhry Ahmed Mukhtar: (a) Yes. It is fact that at present the National Textile University doesn't have accreditation of the Pakistan Engineering Council

as in 2004 the PEC suspended the accreditation of NTU. Now the University Management is taking steps to get the affiliation of the Pakistan Engineering Council.

(b) Yes. The NTU has been closed since 8th April, 2008 owing to the agitation of the students in favour of their demands *i.e.* to get the affiliation of NTU with PEC and the removal of the vice Chancellor from his post. The Vice Chancellor had a series of meetings with student leaders and after consultation with the Chairman of Departments: the University was reopened on April 22, 2008 but the students continued their protest/agitation and again the university was closed down on 13th May, 2008 to avoid any damage of lives and properties. The Board of Governors of NTU is taking steps to resolve the grievances of the students.

سینیٹر ہارون خان: میں جو کچھ سمجھا ہوں اس question کے متعلق وہ یہ ہے کہ نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی riots کی وجہ سے بند ہے which they have accepted. میرا problem یہ ہے کہ 2004 میں اس کی accreditation by Pakistan Engineering Council was suspended اور آج چار سال ہوگئے ہیں یہ accreditation related مسائل ابھی تک دور نہیں کیے گئے۔ چار سال سے جب ان کو نوٹس ملا تھا suspension کا' اس وقت سے جس management یا administration نے ان کی accreditation واپس نہیں کرائی' اس کو تو fire کرنا چاہیے سب سے پہلے۔ Have they taken steps for that?

جناب چیئرمین: شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ (وزیر برائے محنت اور سمندر پار پاکستانی): جناب چیئرمین! معزز سینیٹر بالکل صحیح فرماتے ہیں کہ 2004 میں اس کی accreditation suspend کردی گئی۔ یونیورسٹی کو بند نہیں کیا گیا' یونیورسٹی چلتی رہی۔ Pakistan Engineering Council نے جب visit کیا تو اس کو کہا کہ یہ اس criterion میں نہیں آتی جس کو degree awarding کہا جائے یا اس کے certificate کو stamp کیا جائے۔ 2004 میں جب یہ بند ہوگئی تو ابھی تک یہ یونیورسٹی چل رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا crime ہے' بہت بڑی زیادتی

ہے۔ میں نے آج ان سے کہا تھا کہ یہ آپ بہت بڑا ظلم کررہے ہیں ہمارے بچوں کے اوپر کہ اس پر Engineering Council کی کوئی stamp ہی نہیں جیسے PMDC ہے' اگر وہ اپنے میڈیکل کالج یا یونیورسٹی کو stamp نہیں کرتے' اس کی recognition نہیں ہوگی تب تک یہ degree recognized نہیں ہوگی اور اس کالج اور یونیورسٹی کے بچے technician تو ہوسکتے ہیں' مگر textile کے graduate نہیں ہوسکتے' degree holders نہیں ہوسکتے۔ اس لیے میں agree کرتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے' اس پر action ہونا چاہیے۔ ہم action لیں گے اور میں نے ان سے آج کہا ہے۔ میں منسٹر صاحب کو recommend کروں گا کہ اس سلسلے میں action لیں۔

Mr. Chairman: I already have a number of supplementaries.

جی ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین' میں وزیر محترم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ accreditation suspend کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ کن وجوہات کی بنا پر accreditation 2004 میں suspend ہوئی اور اس کو بحال کرنے کے لیے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں اور کب تک یہ accreditation بحال ہو جائے گی؟

سید خورشید احمد شاہ: جی اس کی main reason یونیورسٹی کی technological labs ہیں' ان کے پروفیسرز ہیں' ان کا infrastructure ہے۔ وہ مکمل ہی نہیں ہے۔ جب تک وہ مکمل نہیں ہوگا' یہ degree awarding نہیں ہوسکتی' Engineering Council اس کو accept نہیں کرے گی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اس کو مکمل یونیورسٹی بنانے کے لیے' اس کے charter کو accept کرنے کے لیے Pakistan Engineering Council کے rules کو follow کرنا پڑے گا۔ جب تک ان کو follow نہیں کریں گے' اس وقت تک یہ recognize نہیں ہوسکتی۔

جناب چیئرمین: سواتی صاحب۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, look at the

apathy and we have heard many of my colleagues from both sides, Haroon Khan, Balour sahib and many others who have the knowledge and skill of industry. Look at the quantum of contribution our textile is making in our country, in manufacturing sector as well as in export sector and look at it if the students grievances are genuine. I am not blaming Shah Sahib because I love to see him almost everyday here, but at the same time what has happened to the Vice Chancellor? If those grievances were genuine, why he has not been fired? Why are we playing with our national identity and with the foundation of a manufacturing industry like textile and a university of that calibre?

سید خورشید احمد شاہ: جناب! میں نے پہلے بھی کہا کہ یہ private sector کی ہے' APTMA کی ہے۔ ہم اس کو fire نہیں کرسکتے۔ اتنا کر سکتے ہیں کہ ان کو recognize نہیں کرسکتے۔ ان کے 13 ممبرز ہیں۔ منسٹر ٹیکسٹائل کو میں یہ کہوں گا کہ please اس کو seriously take up کرلیں۔ اس کے اوپر action لیں کہ کیوں ہمارے بچوں کی life spoil ہورہی ہے۔

جناب چیئرمین: بی بی یاسمین شاہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: شاہ صاحب نے بتایا ہے کہ یہ یونیورسٹی 22 اپریل کو کھولی گئی تھی اس میں لکھا ہوا ہے' لیکن یہ بھی بتایا گیا ہے کہ 13 مئی 2008 کو یہ بند کردی گئی ہے۔ شاہ صاحب نے ابھی یہ statement دی کہ یہ کھول دی گئی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اس میں لکھا ہے کہ بند ہوگئی ہے اور میرا دوسرا سوال ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

سید خورشید احمد شاہ: میں نے کہا کہ بچوں نے back out کیا ہوا ہے۔ Textile کے concerned Minister سے میں بات کروں گا' ان کو بتاؤں گا' ان کو brief دوں گا کہ اس پر ایک میٹنگ بلالیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ سے بھی ممبر بلالیں' جن لوگوں نے سوال

کیا ہے ان کو بھی بٹھائیں اور کوئی راستہ نکالیں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: جناب! بات یہ ہے کہ آپ اس معاملے کو کمیٹی کی طرف refer کردیں تاکہ یہ مسئلہ وہاں پر حل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: کمیٹی ویسے بھی کرسکتی ہے----

سید خورشید احمد شاہ: میری وزارت کا ہوتا تو میں ابھی اسی وقت order کر دیتا۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: Sir, یہی تو بات ہے ' آپ اسے کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب چیئرمین: وہ جو کہہ رہے ہیں کہ ایک میٹنگ بلائیں گے' آپ بھی آئیں' اس کے بعد اگر پھر بھی issue resolve نہیں ہوتا تو بے شک کمیٹی کو refer کردیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر وہ اس کو resolve کرنے کے لئے میٹنگ بلا رہے ہیں' دیکھ لیں اس کے بعد کمیٹی کو refer کر دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Textile APTMA اس میں involve ہے اور دوسرا private entrepreneurs ہیں' ان کا اپنا board ہے۔ جی ڈاکٹر ساعد صاحب۔

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman! This university is a very important institution. I think this is the only institution in the country which conducts education in the textile engineering and it is very unfortunate that this is closed for the last 2/3 months. Mr. Chairman! I would like to know if this university did not fulfilled the conditions, research, laboratory, staff etc, how the Higher Education Commission did a recognition to this university? We would like to know specifically what have been the shortcomings of the university, because there must be some good reason by the Pakistan Engineering Council for not given...

جناب چیئرمین : انہوں نے بتایا ہے کہ requirement detail تو نہیں لیکن and that the recognition is also... requirement پوری نہیں کی

Senator Dr. Muhammad Said: Sir, we would like to know specifically that what are the shortcomings and what measures are being taken to remove these shortcomings. Thank you.

سید خورشید احمد شاہ: جناب چیئرمین! اس میں' میں نے گزارش کی کہ اس کا جو criteria ہوتا ہے' اس میں laboratories ہوتی ہیں اور اس کے دوسرے departments ہوتے ہیں جو مکمل نہیں ہیں۔ اس لئے اس کو Pakistan Engineering Council recognize نہیں کر رہی ہے۔

Mr. Chairman: The Question Hour is over now. Remaining Questions and their printed replies placed on table of the House shall be taken as read.

سینیٹر چوہدری ظفر اقبال: جناب چیئرمین! ایسا نہ کریں یہ زیادتی ہو جاتی ہے۔ ہم کبھی کبھی سوال کرتے ہیں اور اس کا جواب نہیں آتا ہے۔ میرا Question No. 84 ہے' اس میں ہم نے COMSTECH کے بارے میں پوچھا تھا کہ---

جناب چیئرمین: ظفر صاحب اگر House اجازت دیتا ہے تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔ میں لے لیتا ہوں' لیکن وہ رہ گیا ہے تو اگر House agree کرتا ہے------

سینیٹر چوہدری ظفر اقبال: جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ بہت ہی سادہ سا سوال تھا کہ COMSTECH کی گزشتہ پانچ سالوں کے دوران پاکستان اور بیرونی ممالک کی طرف سے دی گئی رقم کتنی ہے۔ یہ ایک سادہ سا سوال تھا' اور دوسرا یہ تھا کہ COMSTECH کی طرف سے چلنے والے projects and programmes اس کے بارے میں details.....

جناب چیئرمین: نہیں اس پر مجھے ڈاکٹر عطاء الرحمٰن کا فون آیا تھا کہ

COMSTECH Secretariat کو refer کیا۔ it is a member organization جس میں کئی ممالک ہیں' ان کا headquarters یہاں پر ہے۔

سینیٹر چوہدری ظفر اقبال: جناب چیئرمین! اس کو ہم expose کرنا چاہ رہے ہیں۔ آج بھی اخبار میں یہ خبر چھپی ہے کہ پاکستان کے علاوہ صرف سعودی عرب نے ایک لاکھ ڈالر دیا ہے' اس کے علاوہ کسی نے بھی کوئی رقم نہیں دی ہے۔ وہ اس کا جواب دینے سے انکاری ہیں۔ اس میں ڈاکٹر صاحب کی بہت ساری بے ضابطگیاں ہیں' جن کو ہم سامنے لانا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے اسے سوموار والے دن تک defer کریں اور اس کا جواب لیں۔ یہ تو نہیں ہے کہ اس کا جواب ہی نہیں ہے اور لکھا ہوا ہے کہ جب جواب آئے گا' کب جواب آئے گا؟ عطاء الرحمٰن صاحب اس کا جواب دیں یا جو بھی concerned Minister ہے وہ اس کا جواب دے۔

جناب چیئرمین: جب اس کا جواب ویسے ہی pending ہے تو یہ سوال ویسے ہی غائب رہے گا۔

سینیٹر چوہدری ظفر اقبال: جناب چیئرمین! جواب کب آئے گا؟

جناب چیئرمین: یہ پتا کر لیتے ہیں اور آپ کو بتا دیں گے۔

سینیٹر چوہدری ظفر اقبال: جناب چیئرمین! جواب کب آئے گا؟ یہ بہت ہی important question ہے۔ Sir, سوموار والے دن میں نے پوچھنا ہے کہ اس کا جواب کب آئے گا۔

Mr. Chairman: It is in any case, reply is in pending.

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان: جناب سوال نمبر ۸۹ کا نہ تو سوال آیا ہے اور نہ ہی اس کا جواب آیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ خوراک و زراعت ختم ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: اگر جواب نہیں آیا تو جب جواب آئے گا تو پھر اس وقت' اگر نہیں پہنچا ہے تو وہ ویسے بھی pending رہے گا۔ I will take up the leave applications.

78. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 24-04-2008 at 11.50 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to establish Federal government Hospitals/Clinics at Union council level in the country; if so, when?

Ms. Sherry Rehman: Currently no proposal for establishment of federal Government Hospitals/Clinics at Union Council level in under consideration of the government. However Ministry of Health has prepared a PC-I for the establishment of 815 Urban Clinics in 7 major cities of Pakistan: islamabad, Rawalpindi, Lahore, Faisalabad, Karachi, Peshawar and Quetta. The design of the Project has been revised and now the poor sub-urban slums will benefit from the establishment of these clinics.

The Project has been approved at a cost of Rs. 4302.414 million and will be implemented from the year 2008-09.

+ *[The question hour being over all the remaining questions and their answers are placed on the table of the House.]*

79. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 26-04-2008 at 15.40 p.m.)

Will the Minister for Industries and Production be pleased to state the action taken on the complaints relating to selling of edible items with less weight in the Utility Stores throughout the country?

Mr. Manzoor Ahmad Wattoo: No complaint relating to selling of edible items with less weight at Utility Stores has been received.

80. ***Maulana Rahat Hussain:** (Notice received on 05-05-2008 at 09.10 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state the details of Physiotherapy technicians and their present assigned duties in the Children Hospital, PIMS, Islamabad.

Ms. Sherry Rehman: The details of physiotherapy Technicians assigned duties in Children Hospital, PIMS is as under:—

S. No.	Name	Place of Posting	Date of Posting
1.	Mrs. Kaniz Fatima	Childen Hospital	23-05-1987
2.	Mr. Anjum Ellahi	-do-	24-05-1987
3.	Mr. Muhammad Shamim	-do-	01-10-1987
4.	Mr. Khalid Rao	-do-	27-06-1993
5.	Mr. Qamar-ul-Zaman	Islamabad Hospital	27-07-1990
6.	Mr. Irfan Ullah	-do-	01-12-1992

48

81. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 07-05-2008 20.35 p.m.)

Will the Minister for Planning and Development be pleased to state:

(a) the names, designations and dates of posting of Section Officers and Deputy Secretaries in the Planning and Development Division: and

(b) the names of the said officers who are working in that Division for more than five years indicating also the reasons for their posting beyond the normal period?

Minister for Planning and Development: (a) The names/designation/ date of posting of Section Officers and Deputy Secretaries in this Division is as under:—

S. No.	Name	Designation	Date of posting
1.	Mr. Ayub Khan	Section Officer	**30-9-1992**
2.	Mr. Mir Afzal Khan	Section Officer	**29-5-2000**
3.	Mr. Ghazanfar Ali	Section Officer	19-5-2003
4.	Mr.Kashif Imran	Section Officer	7-1-2006
5.	Mr.M.Abu Razi Shibli	Sectioq Officer	3-7-2006
6.	Mr.Ayaz-ul-Hasan Zuberi	Section Officer	6-12-2006
7.	Dr.Shahzad Khurshid	Section Officer	8-3-2007
8.	Mr.Haq Nawaz Khokhar	Section Officer	7-7-2007
9.	Mr.Muhammad Umer	Section Officer	17-12-2007
Secretariat Group			
1.	Dr. Mrs. Sualeha Akhter Sohag	Deputy Secretary	**24-11-2001**
2.	Engr. Aamir Hasan	Deputy Secretary	14-12-2005

(b) The officers at S. Nos 12 and 3 (OMG) and the officer at S.No.1 (Secretariat Group) have been working in this Division for more than **five years**. There is an acute shortage of Section Officers in the Federal Government due to which only 9 Section Officers are available in this Division against 13 sanctioned

posts. Posting/transfer of Section Officers and Deputy Secretaries is carried out by Establishment Division who would be in a better position to elaborate the reasons for overstay of these officers beyond five years.

82. ***Maulana Muhammad Saleh Shah:** (Notice received on 09-05-2008 12.15 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the goernment to direct the pharmaceutical companies in the country to write instructions and formulas of medicines in urdu also?

Ms. Sherry Rehman: (a) The Drugs Act, 1976 and the Drugs (Labeling and Packing) Rues, 1986 describe the mannr of labeling.

(b) To print the instruction and formulae (generic and brand name) in Urdu version on the inner most container of drug and also on the covering in which such container is packed is mandatory requirement under above said rules. Therefore, proposal for issuing instructions to the pharmaceutical companies separately is not required.

83. ***Professor Sajid Mir:** (Notice received on 14-05-2008 at 13.46 p.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the number of Government quarters placed on the pool of Ministry of Foreign Affairs since 1st November, 2003; and

(b) the names, designations and BPS of the employees of the said Ministry who have been allotted those quarters during that period; indicating also the criteria adopted for those allotments?

Makhdoom Shah Mahmood Qureshi: (a) A total number of 627 Government Quarters in different categories were on the pool of the Ministry of Foreign Affairs before November 2003. No addition to the pool has been made since then. Details are at Annex A.

(b) Since, additional quarters have not been placed on the pool of Foreign Office after 1st November 2003, the response to the starred question may be treated as nil. Nevertheless, the lists of allotments of the quarters as per the original pool are given at Annex-B.

Kindly note that officials of the Ministry on posting abroad have to vacate their residences (except those who are posted to non family stations abroad) and

accordingly, these quarters are allocated to the officials as per their seniority on the General Waiting List. Allotment-criteria being practiced in the Ministry is given in Annex C.

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Labrary).

84. ***Mr. Zafar Iqbal Chaudhry:** (Notice received on 14-05-2008 at 13.56 p.m.)

Will the Minister for Science and Technology be pleased to state:

(a) the sources of funding for the COMSTECH and the money contributed by Pakistan and various foreign countries during the last five years; and

(b) the projects or programme run by COMSTECH?

Minister for Secience and Technology: The Question concerns with COMSTECH Secretariat, Islamabad, an intergovernmental organization. The Ministry of Science and Technology is getting a detailed reply from COMSTECH. As soon as a reply/response is received from COMSTECH, it will be placed before the Senate.

86. ***Mr. Muhammad Azam Khan Swati:** (Notice received on 14-05-2008 at 14.00 p.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the authority responsible for looking after the affairs of Pakistani Schools in UAE and Bahrain;

(b) whether any subsidy is provided by the Government to those schools; and

(c) whether the said schools are being operated on no profit no loss basis?

Makhdoom Shah Mahmood Qureshi:

(a) **Answer for UAE:**

The Ambassador/ Consul General supervises the functions/affairs of the Schools which are administered through Board of Governors and Principal [illegible] a pivotal, role in discharging day to day functions.

Answer for Bahrain:

There are two Pakistani Schools in Bahrain *i.e.* Pakistan School and Pakistan Urdu School.

The "Pakistan School" was established as a private school in accordance with the provisions of the Bahrain Private Education Ordinance of 1961 and has an independent Board of Management comprising elected members from the parents, which is responsible for looking after its affairs.

For Pakistan Urdu School, Bahrain, there is a Board of Trustees, which looks after its affairs under the relevant rules of the Government of Bahrain.

(b) **Answer for UAE:**

No regular subsidy is being provided to the Schools by the Government of Pakistan. However, occasionally funds are provided for meeting general repair and maintenance requirements.

Answer for Bahrain:

The Government is not providing any subsidy to both the Schools.

(c) **Answer for UAE:**

Basically, the Schools are community schools, which are run on non-commercial basis. The motive is to provide lower cost education to the less privileged sections of the Pakistani community, who cannot otherwise afford exorbitant fees being charged by private/international schools.

Answer for Bahrain:

Both the Schools are being operated on no-profit no-loss basis.

87. ***Mr. Muhammad Azam Khan Swati:** (Notice received on 14-05-2008 at 14.00 p.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the details of property of Pakistan Embassy in Indonesia sold during the last six years indicating also the price at which it was sold and the name of the buyer;

(b) the name of the Pakistan's Ambassador in Indonesia at the time of the said sale; and

(c) the amount being paid as rent for the Pakistan Embassy building in Indonesia at present?

Makhdoom Shah Mahmood Qureshi: (a) The requisite information is as under:—

(i) The old Chancery Building was sold in 2002 and sale proceeds amounting to Rupiah 12,500,000,000 equivalent to US$ 1,320,272/- (Pak Rs.79,744,428) were transferred to State Bank of Pakistan on 22 July 2002

(ii) the old Ambassador's Residence was sold in 2002 and its sale proceeds amounting to Rupiah 20,100,000,000 equivalent to US$ 2,206,608.85 (Pak Rs.129,306,693) were transferred to State Bank of Pakistan on 28 October 2002.

(iii) The name of the buyer of Embassy residence was Mr. Dolus T of M/S Era Victoria and for the chancery, was Chairul Tanjung.

(b) Maj. Gen. (R) Syed Mustafa Anwer Husain was the Ambassador at the time of the said sale.

(c) Presently the Chancery and the Embassy Residence are housed in Government owned buildings and no amount is being spent as rent for the two buildings.

88. ***Mrs. Razina Alam Khan:** (Notice received on 14-05-2008 at 14.15 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the rate of mortality of women during pregnancy (MMR) in the country with province-wise break up;

(b) the percentage of Health Budget being spent to control MMR in the country; and

(c) whether the Government is acting on any scheme being funded by foreign donors to control MMR in the country, if so, its details?

Ms. Sherry Rehman: (a) The Maternal Mortality Ratio in the country is 350/100,000 Live Births.

Maternal health indicators vary greatly between provinces and districts, depending upon population's access to health services. In one of the National Survey carried out *vis-a-vis* Maternal and Infant Mortality Survey (MIMS), following are the province wise results:—

	Low (<200)	Medium (200-500)	High (>500)
Punjab	Bahawalpur Chakwal Faisalabad Gujranwala Gujrat Jhelum Lahore Mandi Bahauddin Rawalpindi Sialkot Toba Tek Singh	All other districts of the province	None
Sindh	Karachi	All other districts except Jacobabad.	Jacobabad.
NWFP	None.	All districts Except Kohistan	Kohistan
Balochistan	Quetta	Loralai Mastung Pishin Sibi Ziarat	All other districts.

(b) The percentage of health budget being spent to control MMR in year 2006-07 was 47.8% of the total budget (11,031.331 million rupees).

(c) Yes, the government has following projects being funded by donors to Control MMR.

1.	MNCH Program 2006-2012	
	Total Cost	19,994.871 million
	GOP	12,404.87 million
	DFID	7,590.000 million
2.	Reproductive Health Project 2003-2008	
	Total Cost	631.155.652
	GOP	631.752 million
	ADB	476.100 million
3.	Norwegian Pakistan Partnership Initiative (NPPI) to the province of Sind 2008—2013	41 million USD (Agreement not yet signed.)

90. ***Dr. Muhammad Ali Brohi:** (Notice received on 15-05-2008 at 09.00 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the number of doctors working in the Federal Government Services Hospital, Islamabad with province-wise break up;

(b) the names of the said doctors working on contact basis with grade-wise and province-wise breakup;

(c) the names of doctors working in JPMC, Karachi with grade-wise and province-wise breakup;

(d) the names of doctors appointed on contract basis in JMPC, Karachi since 2003 with grade-wise and province-wise reakup?

Ms. Sherry Rehman: (a) Total 262 doctors are working in Federal Government Servies Hospital, Islamabad, province-wise breakup detail as under:—

Punjab	NWFP	Sindh	Balochistan	FATA/NA	AJK	Total
154	43	30	08	19	08	262

(b) Total 45 doctors are working on contract basis in Federal Government Services Hospital, Islamabad, province-wise break up detail as under:—

Punjab	NWFP	Sindh	Balochistan	FATA/NA	AJK	Total
21	12	06	01	03	02	45

(c)

Province	BS-20	BS-19	BS-18	BS-17
Punjab	2	7	11	62
Sindh (R)	5	13	12	45
Sindh (U)	3	6	8	30
NWFP	1	12	14	
Balochistan	2	1	2	17
NA FATA	—	1	2	17
AJK	—	—	—	1

Total = 245
(Details are at Annex-A)

(d)

Province	BS-20	BS-19	BS-18	BS-17
Punjab	—	2	2	21
Sindh (R)	1	1	4	42
Sindh (U)	2	—	2	13
NWFP	—	—	1	8
Balochistan	—	—	—	1
NA FATA	—	—	—	2
AJK	—	—	—	1

Total = 103
(Details are at Annex-B)

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library).

91. * **Dr. Muhammad Ali Brohi**: (Notice received on 15-05-2008 at 09.00 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) whether there is any proposal under consideration of the Government to construct a new hostel for doctors at JPMC, Karachi, if so, its details; and

(b) whether it is a fact that Micro scoping Machine installed at JPMC, Karachi is not in working condition, if so, the steps taken to make it operational?

Ms. Sherry Rehman:(a) Presently there is no proposal under consideration for the construction of new hostel for doctors at JPMC, Karachi. However, keeping in view the increasing number of doctors and their demands residential accommodation within the premises of JPMC, Karachi, a vertical extension of one floor over existing 96 doctors mess costing Rs. 42.000 million is incorporated in a PC-1 titled "Improvement of Facilities at JPMC, Karachi"

(b) Yes. It is a fact that electron microscope installed at JPMC is not in working condition. However, all possible efforts are being made to make it operational by the end of June 2008.
(Details are at Annex-A)

Annexure-A

It is stated that at present Electron Microscope purchased and Installed at BMSI JPMC Karachi is not functioning. The brief history of the case is as under:—

A development project Replacement of Transmission Electron Microscope for Department of Anatomy BMSI, JPMC, Karachi was approved by DDWP in is meeting held on 01-01-1999.

Later on scheme was revised and approved by DDWP on 31-05-2003 at cost of Rs.38.900 million without FEC. The funds were placed in the PSDP 2003-04 and released as under:

1st Release	Rs.19.450 million	Dated 17-12-2003
2nd Release	Rs.19.450 million	Dated 26-06-2004

After completion of tender process and with the approval of Federal Procurement Committee, Ministry of Health Islamabad, M/s. Analytical Measuring System (Pvt) Ltd, Karachi was issuing work order amounting to Rs.31.169 million on C&F basis and the saved balance amount of Rs. 6.900 million which was surrendered. The purchase order comprised on the following items:

1.	Electron Microscope Model JEM-1230 Joel, Japan	Rs. 23,880,285.00
2.	Accessories for Electron Microscope	Rs. 2,524,450.00
3.	Fully Automatic Rotary Microtrome	Rs. 2,117,887.00
4.	Vibratome	Rs. 1,130,244.00
5.	Fluorescence Advance Research Microscope	Rs. 1,516,658.00

The vender opened LC on January 2005. The consignment arrived at Karachi port on 28/08/2005. M/s. Analytical Measuring System (Pvt) Ltd., Karachi informed that the custom Authority has refused to clear the consignment without payment of taxes. The matter was taken up with Ministry of Health, Islamabad on 13/01/2006. Ministry of Health, Islamabad approached to Ministry of Finance/CBR *vide* letter dated 10/02/2006 regarding exemption of taxes, which was granted on 24/05/2006. The consignment was cleared without taxes, however, vender paid huge amount in terms of demurrage charges to the Government.

The equipment received in JPMC, Karachi during July 2006 and installation started in the month of November 2006 and completed in January 2007. Installation report was signed on 14/03/2007. Meanwhile, the firm was approached for training of staff. They informed that the training schedule was designed by manufacturer M/s. Jeol, Japan as per turn trainee from Pakistan is called on during the end of October, 2007. The staff working in the Electron Microscope Lab was sent for training in Japan from 22nd to 26th October 2007.

Incharge, Electron Microscope Lab reported on 11/01/2008 that automatic Rotary Microtome supplied by the firm is not as per requirement. According to the PC-1, Ultra Microtome (Latest) with special marking table was likely to be supplied by the firm and without this part Electron Microscope cannot be made operation.

M/s. Analytical Measuring System (Pvt) Ltd., Karachi was approached to replace the Automatic Rotary Microtome with Ultra cut Microtome, but they refused the replacement because of price difference between Rotary Microtome and Ultra cut Microtome. As to resolve the issue, a meeting between Managing Director of the firm and Executive Director, JPMC was held on 28/02/2008 and the firm was agreed to replace the trolley and hot plate and also supplied five items, which had not supplied so far. JPMC, Karachi is to arranged Ultra cut Microtome and Glass knife Maker on payment basis, and M/s. Analytical Measuring System (Pvt) Ltd., Karachi will provide the equipment within the possible shortest time of placing order worth Rs. 2.900 million JPMC, *vide* letter dated 26/03/2008 has approached Ministry of Health, Islamabad for supplementary grant of Rs. 3.000 million for the purchased of said equipment.

In the light of the facts narrated above, the delay in supply, installation and operation of the Electron Microscope appears beyond the control of JPMC, Karachi.

However, all possible efforts were made for early release of the Electron Microscope from staff were posted and got trained from abroad for proper operation and maintenance of the equipment. Hopefully by the end of June 2008, Electron Microscope will be operational and utilize for the purpose of providing training and research facility to the postgraduate students of BMSI, staff of this Centre and the Researchers.

DR. ABDUL SHAKOOR MEMON
DEPUTY DIRECTOR (MEDICAL),
J.P.M.C, KARACHI.

92. *__Dr. Muhammad Ali Brohi__: (Notice received on 15-05-2008 at 09.00 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the amount spent on purchase of medicines by the National Institute of Cardiac Vascular Disease during the last two years;

(b) the names of Companies etc. from where these medicines were purchased; and

(c) the amount spent on the import of medicines by the said institute during the said period indicating also names of the countries form which these medicines were imported?

Ms. Sherry Rehman: (a) Total amount spent on purchase of medicine by NICVD, Karachi, during the last 02 years is as under:--

Years	Amount in Million
2005 – 2006	Rs.30.470
2006 - 2007	Rs.28.929

(b) Names of the companies from where these medicines were purchased are at Annex-I.

(c) NICVD, Karachi does not import the medicines but purchase the medicines locally according to Federal Government Rules.

Annexure A

NATIONAL INSTITUTE OF CARDIOVASCULAR DISEASE
RAFIQUI (HI) SHAHEED ROAD KARACHI-75510

Name of the Companies from whom Medicines were purchased during last 02-years (2006-2007)

S.No.	Manufacturer
(1)	Abbott Laboratories
(2)	Atco Laboratories
(3)	Aventis Pharma
(4)	Barret & Hodgson
(5)	B-Braun Pharmaceuticals
(6)	Benson Pharma
(7)	Bosch Pharma
(8)	Brookes Pharma
(9)	Efroze Chemical
(10)	Elite Pharma
(11)	Epla Pharmaceuticals
(12)	Epoch Pharma
(13)	Fada Pharma
(14)	Glaxo Laboratories
(15)	Indus Pharma
(16)	LCPW Pharmaceuticals
(17)	Macter Pharmaceuticals
(18)	Mass Pharma
(19)	Medi Pak
(20)	MSD Pharma
(21)	Nabi Qasim
(22)	Organon Pharma
(23)	Opal Laboratories
(24)	Otsulca. Pharmaceuticals
(25)	PDH Laboratories
(26)	Pharm Evo
(27)	Pharma wise
(28)	Pharmacia
(29)	Platinum Pharmaceuticals

S.No.	Manufacturer
(30)	Roche Pharmaceuticals
(31)	Rotex
(32)	Schwarz Pharma
(33)	Searle Pharma
(34)	Shaigon Pharma
(35)	Spencer Pharma
(36)	Wilson Pharma
(37)	Zara Pharmaceuticals

94 *__Ms. Sabina Rauf__: (Notice received on 15-05-2008 at 13.25 p.m.)

Will the Minister for Industries and Production be pleased to state the number of water filtration plants for clean drinking water installed in Balochistan during the year 2007?

Mr. Manzoor Ahmed Wattoo: No Water filtration Plant was installed in Balochistan in the year 2007.

96. *__Mrs. Gulshan Saeed__: (Notice received on 17-05-2008 at 08.46 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the details of centers established for the treatment of patients of hepatitis in the country with province-wise break up,

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to establish the said centers in each district, if so, when; and

(c) the steps taken by the Government to provide PCR test facility in each Government hospital?

Ms. Sherry Rehman: (a) The Hepatitis Control program has established and equipped to screen & diagnose Viral Hepatitis infections in Federal Provincial & District/Agency Headquarter Hospitals (list of sentinel sites is placed Annex-I) across the country with the requisite disposables like: Liver functions test & Eliza Kit; regents; hepatitis B vaccines; and limit quantity of drugs & biological for treatment of Hepatitis B & C eligible deserving poor patients. Province wise break up is as under:—

S.No	Name of Province/Region	Nos. of Sentinel Sites established so far.
1.	Punjab	39
2.	Sindh	20
3.	NWFP	18
4.	Balochistan	13
5.	FATA	04
6.	FANA	04
7.	AJK	04
8.	ICT	02
	Total	**104**

(b) As per approved PC-I a total of 150 hospitals will be equipped. thus covering all districts/Agencies in three phases. In the 1st two phases, 104 sentinel sites have been established there by covering 97 districts/agencies in Federally Administered Tribal Area (FATA); and in 3rd phase the remaining district/agencies will be covered.

(c) For PCR test facility the program has done arrangements with the Center for Excellence for Microbiology (CEMB) based at Lahore under the Federal Ministry of Science and Technology; which is performing free of cost testing of

patients and samples of blood being handled through Courier Services from 104 designated sentinel sites across the country. This is a specialized machine and needs highly qualified and trained manpower and feasible to be installed at Federal and Provincial teaching level Hospital; and till date Health departments Government of Punjab and NWFP have procured and installed PCR (Polymirase chain reaction) testing machine at Provincial levels and this is being further complemented by the respective Provincial Health Departments. (A program brief is enclosed at Annex-II).

Annex-I

MINISTRY OF HEALTH, GOVERNMENT OF PAKISTAN(NATIONAL PROGRAM FOR PREVENTION AND CONTROL OF HEPATITIS)

List of Sentinel Sites Established FY 2005-06 and 2006-07

1. PUNJAB: (39)

1. Holy Family Hospital, Rawalpindi
2. DHQ Hospital, Attock
3. DHQ Hospital, Jehlum
4. DHQ Hospital, Gujranwala
5. Aziz Bahtti Shaeed Hospital, Gujrat
6. DHQ Hospital Narowal
7. Mayo Hospital, Lahore
8. Jinnah Hospital, Lahore
9. Lahore General Hospital, Lahore
10. Services Hospital, Lahore
11. DHQ Hospital Okara
12. Nishter Teaching Hospital, Multan
13. DHQ Hospital, Sahiwal
14. DHQ Hospital, Khanewal
15. Allied Hospital, Faisalabad
16. DHQ Hospital, DG Khan
17. Bahawal Victoria Hospital, Bahawalpur
18. DHQ Hospital Bahawalnagar
19. Shaikh Zayed Hospital, Rahim Yar Khan
20. Allama Iqbal Memorial Hospital, Sialkot
21. Shaikh Zayed Hospital, Lahore (Federal Health Institution)
22. DHQ Hospital, Hafizabad
23. DHQ Hospital, Sheikhpura
24. DHQ Hospital, Mandi Bahauddin

25. DHQ Hospital, Kasur
26. DHQ Hospital, Sargodha
27. DHQ Hospital, Layyah
28. DHQ Hospital, Jhang
29. DHQ Hospital Lodhran
30. DHQ Hospital, Muzaffar Garh
31. DHQ Hospital, Mianwali
32. DHQ Hospital Toba Tek Singh
33. DHQ Hospital Nankana
34. DHQ Hospital Pakpattan
35. DHQ Hospital Khushab
36. DHQ Hospital Chakwal
37. DHQ Hospital Bhakar
38. DHQ Hospital Rajanpur
39. DHQ Hospital Vehari

SINDH: (20)

40. JPMC, Hospital, Karachi (federal Health Institution)
41. Taluka Hospital, Kotri
42. Civil Hospital Badin
43. Civil Hospital Dadu
44. Civil Hospital, Mirpurkhas
45. Civil Hospital, Tharparkar
46. Civil Hospital, Sukkur
47. Civil Hospital, Khairpur
48. People's Medical College Hospital, Nawabshah
49. CMC Hospital, Larkana
50. Civil Hospital, Jacobabad
51. Services Hospital, Hyderabad
52. Civil Hospital Thatta
53. Civil Hospital, Noushahro Feroz
54. RBUT Hospital Shikarpur
55. DHQ Hospital, Ghotki
56. Taluka Hospital Sangar
57. DHQ, Hospital, Umerkot
58. DHQ, Hospital, Tando Allayar
59. Civil Hospital Karachi.

NWFP: (18)

60. DHQ Hospital, Abbottabad
61. DHQ Hospital, Bannu

62. DHQ Hospital, Swabi
63. DHQ Hospital, D. I. Khan
64. DHQ Hospital, Upper Dir
65. DHQ Hospital, Kohat
66. DHQ Hospital, Mardan
67. DHQ Hospital, Charsada
68. HMC, Peshawar
69. DHQ Hospital, Swat
70. Lady Reading Hospital, Peshawar
71. DHQ Hospital, Malakand
72. DHQ Hospital, Bunnir
73. DHQ Hospital, Chitral
74. DHQ Hospital, Lower Dir
75. DHQ Hospital, Mansehra
76. DHQ Hospital, Karak
77. DHQ Hospital, Lakki Marwat

BALOCHISTAN: (13)

78. BMC Hospital, Quetta
79. Sandeman Hospital, Quetta
80. DHQ, Hospital, Killa Abdullah
81. DHQ Hospital, Loralai
82. DHQ, Hospital, Sibi
83. DHQ Hospital, Khuzdar
84. DHQ Hospital, Gawadar
85. DHQ Hospital, Turbat
86. DHQ Hospital, Nushki
87. DHQ Hospital, Hub
88. DHQ Hospital, Dera Murad Jamali
89. DHQ Hospital, Punjagur
90. DHQ Hospital, Jaffarabad

AJK: (4)

91. AIMS Complex, Muzffarabad
92. DHQ Hospital, Mirpur
93. AK CMH, Rawalakot
94. DHQ Hospital Kotali FANA: (4)
95. DHQ Hospital, Gilgit
96. DHQ Hospital, Skardu
97. DHQ Hospital, Chilas
98. DHQ Hospital, Gahkuch

FATA: (4)

99.	Agency Headquarter Hospital Parachinar, Kurram Agency
100	Agency Headquarter Hospital Landikotal, Khyber Agency
101	Agency Hospital, Bajour Agency
102	Agency Hospital, Miranshah Agency

Federal Health Institution: (02)

103.	Federal Government Services Hospital, Islamabad
104	Pakistan Institute of Medical Sciences (PIMS), Islamabad

Annex-II

National Program for Prevention and-Gentrol of Hepatitis

Brief

Background/Introduction:

Current Estimated Prevalence: Hepatitis B: 3-4%, Hepatitis C: 5-6%

Launch of the Program: On 29th August 2005; by the Honourable Prime Minister, Islamic Republic of Pakistan.

Total Cost: Rs. 2,594.000 Million

Objectives of the Program:

A. General

Substantial reduction in prevalence, morbidity and mortality due to viral hepatitis infections in the general population. (50% reduction in number of new cases; aimed by 2010).

B. Specific

* Hepatitis B vaccination of the High Risk Personnel including healthcare workers, prison inmates, Intravenous Drug Users, frequent blood recipients and others.

* Establishment of 150 screening/diagnosis, counseling and hepatitis B&C treatment facilities at teaching and DHQ Hospitals in a phased manner.

* Development and implementation of proper hospital waste management system in 120 teaching and DHQ hospitals in a phased manner.

* Strengthening of the National Safe Blood Transfusion Services in all provinces and areas.

* Installation of 150 water purification plants in teaching/DHQ hospitals.
* Advocacy & Behavior change Communication (BCC) strategy development and execution on persistent basis.

* Strengthening of routine immunization services of Hepatitis B vaccine for infants using Expanded Program of immunization's infrastructure.

* Capacity building of the partners for effective prevention and control of viral hepatitis in the country.

Scope of the Project: The covenant elements of the Program are being implemented at Federal and Provincial levels; including AJK, FANA, FATA and ICT through the Ministry of health by utilizing the existing health infrastructure and manpower.

Goal:

50% Reduction in Viral Hepatitis prevalence by the year 2010.

Outcome: This project will minimize morbidity & morality form viral hepatitis infections and hence contribute towards reducing economic burden.

Financial Progress:

*	Total Allocation: (2007-08)	Rs. 500.00 Million
*	Releases till 31st December 2007:	Rs. 443.829 Million
*	Expenditure till date:	Rs. 340.200 Million

Key achievements:

* Procured and supplied Hepatitis B vaccine for 621,329 high risk individuals.

* The services of diagnosis & treatment of eligible poor deserving continued. un-interrupted in 104 hospitals designated as Program Sentinel Sites.

* Medicines for 22,779 of Hepatitis C Patients and 2644 of Hepatitis B Patients supplied to the designated Program sentinel sites.

* 50 Water Filtration Plants installed in the Teaching and DHQ Hospitals across the country for Prevention of Hepatitis A & E.

* Autoclaves & Incinerator Plants delivered to 48 DHQ Hospitals across the country for proper Hospital Waste Management.

* Need assessment of 46 new program sentinel sites completed.

* 5 Guidelines on

1. National guidelines for Viral Hepatitis Case Management & Counseling.
2. National guidelines for injection safety, devices control and hospital/biological waste disposal management
3. National community-based guidelines for safe drinking water and sanitation.
4. Sterilization guidelines for invasive devices/instruments used in medical, surgical and dental interventions.
5. Guidelines and advocacy materials for barbers, beauty parlors, invasive groups, street & dentists and quakes developed and training of stalk-holders will be embarked up from April 2008.

100 *__Ch. Muhammad Anwar Bhinder__: (Notice received on 19-05-2008 at 11.55 a.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state..

(a) whether it is a fact that an amount of Rs.4892.000 million was allocated by the Government in the PSDP 2007-08 for National Programme for Family Planning and Primary Health Care, if so, the amount received and spent by the. Ministry on this project so far;

(b) the progress made on the said project so far; and

(c) whether the project will be completed by 30th June, 2008, if not, the reasons thereof

Ms. Sherry Rehman: (a) Yes; The total budget allocation for the year 2007-08 is 4892,000 million out of which 3276.051 million are released upto the end of 3rd quarter (July 2007 to March 2008), the utilization of which is 100%. The 4th quarter (April-Jun 2008) release is under process in the Ministry of finance.

(b) National Program for family planning and primary health care has achieved its targets,currently there are 96,352 Lady Health Workers and Supervisors working all over the country including FANA, FATA and AJK providing Maternal, Child Health, family planning services and awareness to 78% of the target population. Program has provided Rs. 3501.833 million worth of medicine/contraceptives among the poor communities during 2003—08.

(c) No; the current PC-1 is revised and will now complete on 30th June, 2009. The reasons for not completing the project by 30th June, 2008 are;

(i) the third party evaluation of the project was due and is now in progress.

(ii) The project had sufficient balance funds to take forward the activities.

"UN-STARRED QUESTION AND ITS REPLY"

For Friday, the 6th June, 2008

3. **Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 21-05-2008 at 8.35 a.m.)

Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the names and place of domicile of the officers of the Ministry of Foreign Affairs who went abroad on official visits during the last two years indicating also the names of the countries concerned and the expenditure incurred in each case?

Makhdoom Shah Mahmood Qureshi: A statement showing the names, designations and domicile of the officers of Ministry of Foreign Affairs (alongwith expenditure in each case) who proceeded abroad on official visits during the last two years is placed at Annexure-I.

(Annexure has been placed on the Table of the House as well as Library).

Leave of Absence

جناب چیئرمین: محترمہ سبینہ رؤف نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 05 اور 06 جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترم عبدالغفور حیدری صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ 43 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 13 اور 14 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب شاہد حسن بگٹی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 04 تا 06 جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: There is a paper to be laid, Raza Sahib. We will take up Points of Order.

ابھی کیونکہ یہ کرنے ہیں' جو speeches ہیں اس کے بعد لیں گے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: جناب میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پھر speeches رہ جائیں گی۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: میں نے بس تھوڑی سی بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے paper lay کرلیں ایک منٹ پھر' Item No. 3.

Laying of Report

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to lay before the Senate the Federal Tax Ombudsman Annual Report for the year 2007 as required under Section 28(5) of the Federal Tax Ombudsman Ordinance 2000.

Mr. Chairman: The paper stands laid, Mr. Sanaullah Baloch had a personal issue that he wants to bring to the notice of the House, we will take points of order later on, but keep it very brief because we have other speeches also.

Point of Order : Resignation of Senator Sanaullah Baloch

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ : میں کوشش کروں گا جناب۔ شکریہ بہت بہت جناب چیئرمین! یہ شاید سینٹ میں آخری تقریر تو میں نہیں کہوں گا' چند آخری الفاظ ہیں' کلمات ہیں جو میں یہاں پر ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ آخری دو چار کلمات بیان کرنے کی اجازت فرمائی۔

جناب چیئرمین! جس طرح گزشتہ دنوں رضا ربانی صاحب نے تفصیل کے ساتھ اور میں نے بھی مختصراً دو تین سالوں میں' دسمبر ۲۰۰۵ء کے بعد بلوچستان میں جس طرح کی situation develop ہوئی' جس طرح کے حالات وہاں پر رونما ہوئے اور پر تشدد رویے سے اسلام آباد نے بلوچستان کے عوام کے ساتھ اپنا رویہ برتا' وہاں پر بلوچستان کو ناقابل تلافی نقصانات سے گزرنا پڑا۔ بلوچستان کے عوام کے دکھ' درد' کرب اور زخم بہت گہرے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ سیاسی اور جمہوری طریقے سے اور انشاء اللہ مستقبل قریب میں بھی سیاسی و جمہوری طریقے سے اپنے معاملات کو آگے بڑھائیں گے لیکن بلوچستان میں لوگوں کے لئے تمام راستے اس طرح سے محدود اور مسدود کر دیے گئے کہ لوگ سیاسی اور جمہوری طریقے سے اپنی بات آگے بڑھانے سے بھی قاصر ہو گئے۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ ہماری جماعت نے نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کے بعد اور بالخصوص بلوچستان میں سیاسی کارکنوں کا لاپتہ کیا جانا' لاکھوں کی تعداد میں

لوگوں کا نقل مکانی کرنا جو اب internationally documented ہیں' Internal Displaced Monitory Centre نے ایک رپورٹ تیار کی ہے' International Crisis Group کی reports ہیں۔ اسی طرح سے بلوچستان میں جو زیادتیاں ہوئیں ان پر ہماری پارٹی نے بطور احتجاج یہ راستہ اختیار کیا کہ انہوں نے Parliament سے' Provincial Assembly سے اپنے اراکین اسمبلی کو استعفیٰ پر آمادہ کیا۔

جناب والا! میں اس وقت ملک میں موجود نہیں تھا' جس طرح رضا ربانی صاحب نے بھی کہا' اگر میں بھی اس وقت ہوتا تو اس وقت ہی اپنی پارٹی کی پالیسی پر عمل پیرا ہوتا' لیکن میری یہ خواہش تھی کہ میں Senate of Pakistan میں ایک دفعہ پھر آ کر دست بستہ تمام اراکین سینیٹ سے' اسلام آباد کے اختیار کاروں سے اور حقیقی حکمرانوں سے جسے establishment کہا جاتا ہے ایک دفعہ پھر remind کراتا جاؤں کہ جناب والا! جس طرح میں نے اس دن بھی کہا کہ بلوچ پیار اور محبت کے پیاسے اور بھوکے ہیں۔ اگر صرف پیٹ کے بھوکے ہوتے تو وہ establishment کے سامنے ضرور اپنا سر جھکاتے۔ بلوچوں کو پیار' محبت' اخلاص' ان کو ان کا حصہ جو انہوں نے اس federation میں اپنے ایک جغرافیہ کے طور پر دیا ہے' اپنی زمین کے طور پر دیا ہے' اپنی معدنی دولت کے اعتبار سے دیا ہے' اپنے پیار اور محبت کے اعتبار سے دیا ہے' اس کے بدلے میں جناب والا! ان کو پیار اور محبت نہیں ملا۔

میں ایک سیاسی کارکن ہوں' میں سیاست میں تشدد پر یقین نہیں رکھتا چاہے وہ تشدد کسی بھی جانب سے ہو' چاہے وہ ریاستی تشدد ہو' انفرادی تشدد ہو۔ تشدد ہمیشہ رشتوں کو کمزور کرتا ہے اور رشتوں کو تخریب کی طرف اور رشتوں کو توڑنے کا باعث بنتا ہے۔ آج پھر میں صرف اتنا remind کروا رہا ہوں' میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ایک مفاہمتی عمل کا آغاز کیا ہے۔ میں اگر اس Parliament سے باہر بھی رہا' یہ نہیں ہے کہ میں سیاسی اور جمہوریت پر یقین نہیں رکھتا' پیپلز پارٹی کی قربانیاں' پیپلز پارٹی کی پاکستان میں جمہوریت کے لئے کوششیں اور کاوشیں کافی رہی ہیں لیکن اس وقت جناب والا! صرف جمہوریت کا مسئلہ نہیں ہے' اس وقت federation کے استحکام کا مسئلہ ہے۔ اگر federation کا استحکام رہے گا' federation قائم رہے گی تو اس میں جمہوریت قائم ہو گی' اگر federation خود

خدانخواستہ ایک تفاوت کی جانب' تضاد کی جانب' انتشار کی جانب بڑھ رہی ہے تو ایسے معاشرے میں صرف جمہوریت کارگر ثابت نہیں ہوسکتی ہے۔

جناب والا! بلوچستان کے لوگوں کے صرف تین چار مطالبات تھے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ پیپلز پارٹی اور ANP کی حکومت آنے کے بعد سوات میں Executive Order کے تحت شریعت کو نافذ کر دیا گیا۔ یہ ایک اچھی بات ہے' ایک اچھی روایت ہے۔ اسی طرح جناب والا! بلوچستان کے 90% دکھ' درد' زخموں پر Executive Order کے تحت ان کی مرہم پٹی کی جا سکتی ہے۔ اس میں 10% ایسے معاملات ہیں جن کے لئے شاید constitutional amendment چاہیے ہو۔ لہذا اس کے لئے ایک strong will اور ایک friendly establishment کا ہونا ضروری ہے' جو کسی بھی جمہوری حکومت کو یہ کرنے کا موقع دے۔ مجھ پر اس وقت اتنا بھاری بوجھ ہے' اسی لئے میں چاہ رہا تھا کہ میں اس بوجھ سے گلوخلاصی کروں' لوگ اسے ایک قسم کی راہ فرار بھی کہہ سکتے ہیں لیکن میری مجبوری بھی ہے جناب والا! کہ ۱۸ فروری ۲۰۰۸ء کے الیکشن میں بلوچستان کی تمام سیاسی جماعتوں نے جن میں پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی' بلوچستان نیشنل پارٹی' نیشنل پارٹی' جمہوری وطن پارٹی کوئی بھی جماعت جو سیاسی اور جمہوری طریقے سے آگے بڑھ رہی تھی انہوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا۔ اس کی بنیادی وجوہات تھیں جناب والا! سردار اختر مینگل جیل میں تھے۔ نواب اکبرخان بگٹی شہید کر دیئے گئے تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں political activist جو پولیٹیکل پارٹیز کی پولیٹیکل backbone ہوتے ہیں جناب والا! وہ اذیت خانوں اور جیلوں میں پڑے ہوئے تھے۔ ایسے حالات میں کونسی جماعت الیکشن میں جا سکتی تھی۔ ہمارے علاقوں میں political activist اپنے دفتر تک' اپنے سکول تک' اپنے پارٹی آفس تک نہیں جاسکتا تھا وہاں election campaign کیسے چلائی جا سکتی تھی۔ چنانچہ سیاسی طور پر اگر یہ دیکھا جائےتو بلوچستان اس وقت بالکل ہی politically represented نہیں ہے۔ چاہے وہ صوبائی سطح پر ہو' چاہے وہ قومی سطح پر ہو' چاہے وہ سینیٹ کی سطح پر ہو۔ اسی لئے پورے بلوچستان کا بوجھ میں اپنے کندھوں پر نہیں اٹھا سکتا تھا کہ میں یہاں بیٹھ کر یہ دعوٰی کروں کہ میں پارلیمنٹ میں بیٹھ کر بلوچستان کے عوام کے لئے کچھ لے سکتا ہوں۔ ان کے لئے کوئی ریلیف یا مدد لے سکتا ہوں۔

میں نے پیپلز پارٹی کے دوستوں کو اپنی تحریروں کے ذریعے سے پہلے بھی کہا، میں مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک غیررسمی معافی یا apology بلوچستان کے عوام سے کی ہے لیکن جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ Kevin Rudd جو حال ہی میں فروری میں آسٹریلیا کے وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ آسٹریلیا میں انہوں نے Joint Session call کیا۔ جس میں انہوں نے تمام سابقہ وزرائے اعظم head of states سب کو بلاکر کے ان کو کہا۔ ہم نے ابریون کی زمین پر قبضہ کیا۔ ہم نے ان کے ساتھ زیادتیاں کیں۔ ہم نے ان کے بچوں کو اغواء کیا۔ ان کو زبردستی civilized کرنے کی کوشش کی۔ ہم نے informally کافی apologies کی ہیں۔ آئیں جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ہم ان سے رسمی طور پر formally apology کرتے ہیں اور ان سے نہ صرف formal معافی مانگتے ہیں formally parliament کا اجلاس بلاکر، بلکہ ان کے ازالے کے لئے بھی کوششیں کرتے ہیں۔ تو جناب والا! کیا ہوا؟ وہ تکلیف اور دکھ ختم نہیں ہوئے لیکن ابریونیوں کو کم از کم اتنا احساس ہوا کہ اب یہ ان کی طرف حقیقی طور پر پیار و محبت کا ہاتھ بڑھانا چاہتے ہیں۔ اب بھی بلوچستان کے عوام کی طرف پیار و محبت کا ہاتھ بڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم ہمسائے ہیں۔ ہمارے رشتے ختم نہیں ہو سکتے۔ ہمارے تعلقات ختم نہیں ہو سکتے۔ ہماری بات چیت کا سلسلہ بند نہیں ہو سکتا۔ لیکن جناب والا! اگر بلوچستان کے عوام کو صرف تخریب کار، دہشتگرد، انتہاء پسند، لٹیرے، قبائلی، سردار، جاگیردار، غرضیکہ جو بھی القابات اسلام آباد کی لغت میں، کسی بھی غیرانسانی لغت میں شامل ہیں وہ بلوچستان کے عوام پر تھونپ کر ان کو بالکل ایک کونے میں دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی جو reconciliation effort ہے اس کو slow motion کی بجائے تھوڑا سا تیز کیا جائے۔ ہم پارلیمنٹ سے باہر بھی رہ کر ان کے ہر عمل کی حمایت کریں گے۔ جناب والا! سردار اختر مینگل صاحب نے بھی کل کہا تھا کہ بندوق کے زور پر مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ بندوق کے زور پر جناب والا! لوگوں کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی establishment کا subordinate بن جائیں، کسی establishment کا کسی حکومت یا حکمرانی کا۔ لہذا پیار و محبت کے ساتھ بلوچ جھکنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جناب والا! بلوچ کو بندوق کے زور پر جھکانے کی ہمیشہ کوشش ناکام رہی ہے۔ چاہے وہ پشتون ہوں، بلوچ ہوں، پنجابی ہوں، سرائیکی ہوں، ہر ایک قوم اپنا ایک احترام اور

تشخص رکھتی ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں پیپلز پارٹی کے دوستوں سے کہ ہم نے confidence building measures اس وقت بھی جب مشاہد حسین صاحب ' جب کمیٹیاں بنی تھیں۔ جناب والا! یہ الگ بات ہے کہ کچھ لوگ credit لے جاتے ہیں کہ اتنی بڑی تفصیلی رپورٹ تیار کی۔ اگر ثناء اللہ بلوچ کی presentation اس میں نہ ہوتی ' اگر ہم تمام ministries, issues identify نہ کرتے تو میرے خیال میں مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی ایک دن بھی کام نہ کرسکتی تھی لیکن اس کے بعد بھی ہم پر جناب والا! دہشتگرد اور تخریب کار ہونے کا الزام لگایا گیا۔ میرے خیال میں ان دوستوں کو جرأت کے ساتھ کہہ دینا چاہیے تھا کہ بلوچستان کے عوام کے issues, demands political ہیں۔ یہ خدانخواستہ internal نہیں ہیں یہ external نہیں ہیں۔ یہ عالمی سازش کا حصہ نہیں ہیں۔ اگر بلوچستان کے issue کو اتنا اسلام آباد complex کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ اتنا ہی complicated ہوتا جائے گا اور اس کے بعد جناب! یہ گرہیں کسی سے نہیں کھلیں گی۔

جناب والا! بلوچوں نے کبھی نہیں کہا کہ ہم علیحدگی چاہتے ہیں۔ -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: یہ آخری تقریر ہے ذرا سن لیں۔

متعدد آوازیں: بولنے دیں۔ وقت دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: مہربانی سب کی۔ تو جناب! ہم نے ' یا کسی بھی بلوچ نے یہ نہیں دیکھا کہ نواب اکبر بگٹی صاحب آخری وقت میں پاؤں کے کینسر میں مبتلا تھے۔ جناب والا! چل پھر بھی نہیں سکتے تھے۔ جب وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے تو اسی انتظار میں تھے کہ کوئی پیار و محبت کا پیغام آئے گا۔ کوئی اسلام آباد سے انکے پرانے تعلقدار ' جناب والا! ان کی خوبرو جوانی' جوش اور شباب جوانی کی تصویر دیکھیں' محمد علی جناح کے سامنے سر جھکا کر ہاتھ ملا رہے ہیں۔ یہ کیا تھا؟ جناب والا! اگر وہ تخریب کار ' علیحدگی پسند' انتہاء پسند تھے لیکن اس شباب جوانی میں

بلوچستان کی آزادی کی بات کرتے۔ اس عمر میں ان کو کیا پڑی تھی۔

جناب والا! جب ایف۔۱۶ طیارے کسی کے گھر پر بمباری کرتے ہیں جب گن شپ ہیلی کاپٹروں سے آپ لوگوں کو تہہ تیغ کرتے ہیں جب آپ لوگوں کو اپنے گھروں سے نقل مکانی پر مجبور کرتے ہیں، تو ایک شریف، باعزت بلوچ کے لئے کیا رہ جاتا ہے، کیا اس کی پناہ گاہ غار یا پہاڑ نہیں رہیں گے۔ ہمارے پاس اور کچھ ہے ہی نہیں۔ احتجاج کے طور پر وہ گئے کہ دو چار دوست منانے آ ہی جائیں گے۔ آخری وقت ہے وہ اسمبلیوں سے مستعفی نہیں ہوئے۔ وہ تو چاہتے تھے لیکن جناب والا! سارے دروازے بند کر دیئے گئے۔ اختر مینگل پہاڑوں پر موجود نہیں تھا۔ ہمارا کوئی بھی دوست خدانخواستہ کسی militancy violence میں ملوث نہیں تھا۔ ہاں ہمارے لہجے میں تلخی تھی، کل بھی تھی اور آج بھی ہے اور پرسوں اور اس سے آگے آنے والے دنوں میں بھی رہے گی، اگر آپ کی طرف سے پیار و محبت کا رویہ ہمارے ساتھ برتا نہیں جاتا۔ یہ انسانی فطرت ہے جناب والا! ہم اپنے گھر کسی دن ڈانٹ ڈپٹ کر کے دیکھیں اگلے دن آپ کے بچے بھی آپ سے منہ موڑ لیں گے۔ آپ کے بھائی آپ سے منہ موڑ لیں گے۔ ہمارا تو سیاسی رشتہ ہے، ایک political bound ہے، جس کے تحت اس آئین میں گارنٹیاں دی گئی ہیں کہ آپ نے ان، ان اصولوں پر کاربند رہ کر سیاست کو چلانا ہے۔ ہم آپ کو آئین کے آرٹیکل گنواتے ہیں تو آپ کہتے ہیں تخریب کار ہے۔ ہم آپ کو International اصول فیڈریشن کے بتاتے ہیں تو آپ کہتے ہیں دہشت گرد ہے۔ ہم کہتے ہیں بلوچستان کو political autonomy دیں تو کہتے ہیں یہ انڈیا کا ایجنٹ ہے۔ جناب والا! پاکستان میں اسلحہ کس کے پاس نہیں ہے؟ ہمارے اسلحہ کو کہتے ہیں کہ "را" کا ہے، یہ افغانستان کا ہے۔ ٹھیک ہے اگر آپ نے اتنا complicate کیا تو یہ سارے معاملات بگڑتے جائیں گے۔ آج بھی وقت ہے۔ اختر مینگل ایک جلسے کے لئے جا رہا تھا جب انہیں روک دیا گیا۔ اس کے بعد ڈیڑھ سال تک جناب والا! میں کسی کو برا بھلا نہیں کہتا لیکن اختر مینگل کو اعظم لاہوری کے ساتھ ایک ہی بیرک میں رکھا گیا۔ کیا اختر مینگل اتنا بڑا دہشتگرد ہے جناب والا! سابق وزیراعلیٰ، ان کا باپ وزیراعلیٰ، ان کے بھائی سابق سینیٹر، عزت دار آدمی، شہر سے نکلتا ہے جلسہ کرنے کے لئے، اور آپ کہتے ہیں کہ آپ دہشتگرد ہیں۔ تین مہینے تک جناب والا! فرش پر لانڈھی جیل میں رکھا گیا۔ کیا کسی کو اتنا

humiliate کرتے ہیں۔

جناب والا! خدا واحد شاہد ہے۔ میں ہمیشہ مثال دیتا ہوں ۔ یہاں پر سارے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ آپ دیکھیں ہم نے انگریزوں کے ساتھ ایک سو بیس چھوٹی بڑی جنگیں لڑی ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم نے کوئی انگریزوں کے بنک لوٹے تھے۔ ہم اپنا حق حاکمیت واپس لینا چاہتے تھے۔ بلوچ خان نوشیروانی گوادر کے مقام گوکروچ کے علاقے میں اس کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی۔ بلوچ خان نوشیروانی اپنے اڑھائی سو لوگوں کے ساتھ 'نواب اکبر خان بگٹی جیسے معزز نواب تھے' بلوچستان کے مقام مکران میں مارے گئے۔ مرنے کے بعد انگریزوں نے اتنے اعزاز کے ساتھ ' اتنے قبائلی ' سیاسی اور علاقائی اعزاز کے ساتھ اس کو دفن کیا کہ آج تک بلوچوں نے ان انگریزوں کے مجسموں کی تصویریں اپنے گھروں میں لگائی ہوئی ہیں لیکن اکبرخان بگٹی کی باقیات کو تالا لگا کر ' کیلیں ٹھونک کر کہتے ہیں کہ دہشت گرد تھا باقیات ہیں آپ ان کو لے لیں۔

جناب والا! ایسی چیزیں تاریخ میں رہتی ہیں۔ یہ لوگوں کے لئے inspirations بنتی ہیں۔ اگر آپ لوگوں کے لئے اچھے عمل کا مظاہرہ کرسکتے ہیں تو یہ لوگوں کے لئے inspirations بنتی ہیں۔ اگر آپ ایسے عمل کرتے ہیں تو پھر لوگوں کے اندر اس کا reaction ہوتا ہے جیسے اختر مینگل کے ساتھ ہوا ' ہم سب چیزوں کو بھول گئے ہیں۔ ہم سیاسی لوگ ہیں جناب والا! سردار عطاء اللہ مینگل نے نو مہینے حکومت کی۔ پانچ سال جیل میں رہے۔ ۲۳ سال کا جوان بیٹا اس وقت انہوں نے گنوایا ' اسی طرح لاپتہ کیا گیا اور پھر مار دیا گیا۔ سردار عطاء اللہ مینگل نے سب چیزوں کو بھلا کر پھر اپنے بیٹے کو کہا کہ جاؤ وزیراعلیٰ بنو بلوچستان کے حقوق کے لئے ۔ تیرہ مہینے اختر مینگل وزیراعلیٰ رہے کچھ ملا یا نہیں یہ الگ قصہ ہے لیکن جناب والا! ان کو بھی کیا ملا ؟ اگر سردار عطاء اللہ مینگل کے دل میں کوئی بغض کینہ ہوتا ' نواب اکبر بگٹی کے دل میں کوئی بغض عناد ہوتا ' مری کے دل میں کچھ ہوتا تو جناب والا! بہت سی راہیں انسان نکال سکتا ہے لیکن انہوں نے ہمیشہ پیار و محبت کے ذریعے سے ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی۔ میں یہاں پر صرف ایک بات کرنا چاہوں گا تاکہ on record رہے۔ کوئی کہتا ہے کہ چوہدری شجاعت صاحب نے اپنے وزارت عظمیٰ کے دور میں کمیٹی بنائی۔ جناب والا ! اگر یہ سردار عطاء اللہ مینگل اور نواب اکبر خان بگٹی کی سوچ تدبر' اور ان فہم نہ ہوتی تو کوئی بھی شاید اس وقت

کمیٹی نہ بنا سکتا۔ سردار عطاء اللہ مینگل یہاں پر آئے اور میری چھوٹی سی رہائش گاہ لاجز میں ٹھہرے۔ یہاں پر جناب والا! سیکریٹری سکیورٹی کونسل طارق عزیز صاحب نے ان سے میری رہائش گاہ پر ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا نہیں جی اگر آپ بلوچستان کے مسائل پر بات کرنا چاہتے ہیں ' بلوچستان کے حقوق کی بات کر رہے ہیں' آپ کچھ دینا چاہتے ہیں تو میں آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ سردار عطاء اللہ مینگل میں اتنی بڑائی نہیں تھی کہ وہ کہتے کہ جی طارق عزیز صاحب آپ آئیں۔ آپ کو دو گھنٹے میں باہر بٹھاؤں گا پھر میں آپ سے بڑے رعب و دبدبے سے ملوں گا۔ یہ ان کے پاس خود گئے۔ اسی طرح وہ چوہدری شجاعت صاحب کے گھر گئے۔ ایسا نہیں ہے کہ کوئی کسی دوسرے سے نفرت کرتا ہے۔ ہم کسی نسل سے' کسی مذہب سے ' کسی صوبے سے' کسی قوم سے نفرت کرتے ہیں لیکن جب ہماری محبتوں کے بدلے میں ' ہمیں جو کچھ ملتا ہے اس کا ردعمل نفرت نہیں ہو گا تو کیا ہو گا۔

نواب اکبر خان بگٹی آخری وقت تک اسی انتظار میں تھے کہ کوئی نہ کوئی patch up ہو' کوئی نہ کوئی معاملہ حل کرنے کی کوشش کرے گا اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج آپ بحران در بحران کا شکار ہیں۔ بلوچستان' آپ خود کہتے ہیں اور میں ہمیشہ ادھر دہراتا رہا ہوں کہ بلوچستان صرف آپ کی economic backbone نہیں ہے' وہ آپ کی political backbone ہے' وہ آپ کے state structure میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر بلوچ ناراض ہوں گے' آپ توانائی کے بحران کا شکار ہوں گے۔ اگر بلوچ ناراض رہیں گے' آپ سیاسی عدم اعتماد کا شکار رہیں گے۔ اگر بلوچ ناراض رہیں گے تو آپ مسلسل تکالیف اور مشکلات سے دوچار رہیں گے۔ آپ کو بلوچوں' پشتونوں' سندھیوں' سرائیکیوں' پنجابیوں سب کو ایک نظر سے دیکھنا ہو گا۔ اگر آپ نے قوموں کو پلڑے میں وزن کرنا شروع کیا کہ آپ کی تعداد کم ہے' آپ کی تعداد زیادہ ہے' اگر آپ قوموں کو تعداد کے اعتبار سے گننا شروع کریں' اگر آپ نے بنیے کی دکان کھولی ہے' اگر اس کو ملکی اصولوں کے تحت چلانے کی کوشش نہیں کر رہے' قوموں کو تولنے کا آپ نے پیمانہ بنایا ہوا ہے کہ بلوچ تو اتنے ہیں' مٹھی برابر ہیں' نمک برابر ہیں' تو کیا ہو گا؟ مارو' پیٹو' اندر ڈالو' قلاں کرو ' جو بھی۔۔ مگر انگریز نے ہمارے بچے لاپتا نہیں کیے۔ میں نے آپ سے کہا کہ ڈیڑھ سو سال تک اس خطے میں ہماری مڈبھیڑ رہی' اس خطے

سے اگر انگریز نکلا ہے' بےادبی معاف' صرف محمد علی جناح صاحب کی فہم و فراست کے باعث نہیں' اس resistance یا اس مذمت کے باعث جو پشتونوں نے دی' جو سندھیوں نے دی' جو سرائیکیوں نے دی' جو بلوچوں نے دی' جو قبائلی علاقوں کے لوگوں نے دی اور اس کے بعد جا کر کہیں فہم و فراست نے اس پر کام کیا۔ اگر آپ ان سب لوگوں کو۔۔ میں کہتا ہوں جناب والا! بنک ڈکیتیوں کی رپورٹ نکال کر دیکھیں' یہ سب سے زیادہ کیا بلوچستان میں ہوتی ہیں کہ آپ کہتے ہیں کہ تخریب کار' دہشت گرد' لٹیرے' قاتل' چور' ڈاکو' لوگ reaction میں گئے ہیں' میں آج بھی آپ سے کہتا ہوں جو نوجوان ردعمل میں اپنے گھربار چھوڑ کر گئے ہیں' خدا اور رسول کے لیے ہاتھ باندھ کر' ایک رسمی طور پر معافی مانگ کر ان کے پاس جائیے وہ آپ کے بچے ہیں' بجائے گن شپ ہیلی کاپٹر بھیجنے کے' بجائے جی تھری بندوقوں کے ساتھ فوجیں بھیجنے کے' ہاتھ جوڑ کر جا کر ان سے معافی مانگیے' ان سے کہیے آپ ہمارے بچے ہیں' آپ ہمارے بیٹے ہیں' آپ ہمارے خون کا حصہ ہیں' آپ ہمارے وطن کے شہری ہیں' ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں' ان کا ازالہ کرتے ہیں۔ بلوچ سو' سو خون آپس میں کرتے ہیں اس کے بعد دوسرے گھر میں گھس جاؤ' آپ کو معاف کر دیتے ہیں۔ آپ تو جناب والا! ہمارے کپڑے اتارتے ہیں' ہماری کھال آپ نے اتار دی ہے۔ہمارے بال آپ نے اتار دیے ہیں' ہمارے سفید ریشوں کو تابوتوں میں ڈال کر کیلیں اس پر ٹھونک دیتے ہو' اس کے بعد کہتے ہو' تخریب کار ہے' انڈیا کی سازش ہے' Raw کے ایجنٹ ہیں' فلاں سے پیسہ آتا ہے۔ میں hand to mouth lower middle class کا ایک آدمی ہوں' کوئی نواب' سردار نہیں ہوں۔جب میرے بھائی کو پکڑ کر' لات مار کر پولیس والا' جو بھی تھا پتا نہیں' ایجنسی والا' دو گالیاں دے کر اس کو کہتا تھا بتاؤ! تم لوگوں نے یہ گھر کہاں سے بنایا؟ جناب والا! آپ آ کر ہمارا گھر دیکھ لیں کتنا بڑا ہے۔ تین کمروں پر مشتمل گھر کیا میں بلوچستان اور پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے نہیں رکھ سکتا؟ تم نے یہ پڑھائی کہاں سے کی ہے؟ بلوچ تو پڑھ ہی نہیں سکتا' تم نے یہ ایم اے اور ایم فل کہاں سے کیا؟ جناب والا! یہ رویہ ہوتا ہے کسی کے ساتھ؟ آپ خود ہمیں اس جنگل کی طرف دھکیل رہے ہیں' پڑھے لکھے لوگوں کو تکالیف اور مشکلات سے دوچار کرکے۔

میں نے ان سے کہا کہ میں سب چیزوں کو اب بھی معاف کرنے کے لیے تیار

ہوں۔ جو میرے ساتھ ہوا وہ سیاسی مسئلہ تھا۔ میرے گھر میں ابھی تک کسی کا نقصان نہیں ہوا۔ میرے گھر سے کوئی لاش نہیں اٹھی۔ لیکن جناب والا! جس کے گھر سے دس ' دس لاشیں اٹھتی ہوں' جس کے گھر سے روز میتیں نکلتی ہوں' لوگ نقل مکانی کر گئے ہوں' کسی نے اپنی زمین چھوڑ دی ہے ' کسی نے اپنے گھربار چھوڑ دیے ہیں۔ جناب والا! میری غلطی صرف یہی تھی کہ اس وقت بلوچستان میں جو کرب اور درد تھا اس کو اپنے لفظوں میں بیان کرتا تھا اور اسی کی سزا مجھے ملی۔ میرا قصور جناب والا! کیا تھا؟ اگر میں چور' ڈاکو' لٹیرا ہوتا' بلوچستان جل رہا ہوتا' یہاں میں قہقہے لگاتا اور کہتا سب کچھ ٹھیک ہے' زندہ باد' جو کرنا ہے کرو۔ جناب والا! میرے کافی دوست بیٹھے ہیں' میں اس وقت بھی اپوزیشن میں تھا' آج بھی اپوزیشن میں ہوں۔ کل ان دوستوں کے ساتھ اپوزیشن میں تھا آج وہ حکومت میں ہیں۔ جناب والا! ہم مفادات کے لیے سیاست نہیں کرتے۔ ہاں! ملکی مفاد عزیز ہے لیکن اس بنیاد پر کہ ملک میرے مفادات کا بھی تحفظ کرے۔ اگر صرف یہ فارمولا ہے کہ آپ نے ہی ملکی مفادات کا تحفظ کرنا ہے' ملک نے لے دے کر صرف آپ کو تھپڑ دینے ہیں' ڈنڈے دینے ہیں' کوڑے دینے ہیں' پھانسیاں دینی ہیں' جیلیں دینی ہیں' صعوبتیں دینی ہیں' تو کیسے جناب والا! اس محبت کو آپ پیدا کر سکیں گے۔ ملک کو بھی ہمارے مفادات کا خیال رکھنا ہوگا۔ ہماری تعلیم کا خیال رکھنا ہوگا۔ میں نے اس وقت بھی تحریروں کے ذریعے کافی کچھ کیا تھا' ہم نے کچھ CBMs دیے تھے ۔ ان کمیٹیوں میں CBMs پر عمل نہیں ہوا۔ خیر وہ کمیٹی تو آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف تھی نواب اکبر خان بگٹی کے اور سردار عطاء اللہ مینگل کے' ہمیں بےوقوف بنانے کی ایک کوشش تھی اور نہ ان کمیٹیوں کی recommendations کی کوئی اہمیت تھی' نہ کوئی جان ہے۔ میں نے آپ سے کہا executive orders ہیں' سینتالیس ہزار لوگ فرنٹیئر کور میں کام کرتے ہیں' تنتالیس ہزار کا تعلق بلوچستان کے صوبے سے نہیں ہے۔ بےروزگاری ہے' نوجوان پہاڑوں پر چڑھتے ہیں' لڑائیاں کرتے ہی' کیوں کرتے ہیں؟ دوسرے صوبوں میں سیکیورٹی فورسز کے سارے لوگ انہی صوبوں سے ہیں' بلوچستان میں بلوچستان کے ہونے چاہیئں۔ کوسٹ گارڈ بلوچستان کے ہونے چاہییں' آپ اعتبار تو کریں' اعتماد تو کریں۔ یہ سب آپ کے شہری ہیں۔ ہمارے بھی دو ہاتھ' دو کان ' دو آنکھیں ہیں' ہم بھی آپ کی طرح سوچ سکتے ہیں۔

اب جناب والا! اکبر خان بگٹی کی شہادت ہوئی، سوئی کنٹونمنٹ بنانے کے بعد اکبر خان تو نہیں رہا، اسی کنٹونمنٹ کو اکبر خان یونیورسٹی میں تبدیل کر دیں۔ میں سینیٹ سے اپنی سیٹ چھوڑتا ہوں اور وہاں پڑھانے کے لیے جاؤں گا۔ جناب والا! اس محبت کا اظہار کریں۔ نواب اکبر خان بگٹی بھی مارا گیا، سردار اختر مینگل جیلوں میں گیا۔ سینکڑوں لوگ جیلوں میں گئے۔ آپ کہتے ہیں کہ چھاؤنیاں بنیں، سر آنکھوں پر، justify کریں۔ ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ جن علاقوں میں آپ justify کر سکے وہاں--- لیکن کیونکہ ہم تکالیف و مشکلات سے گزرے ہیں جناب والا! میں نہیں، جو عام بلوچ ہے میں اس کی feeling کی بات کر رہا ہوں کہ جس طرح آپ بلوچ پر بداعتمادی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اسی طرح بلوچ بھی اسلام آباد کے حوالے سے بہت سی بداعتمادیوں کا شکار ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ اگر آپ کہیں گے کہ نہیں ہمیں اس حقیقت سے انکار ہے۔ نہیں، بلوچ نہیں، بس ہم نے زبردستی کرنے نہیں دینی۔ آپ ان کی بداعتمادیوں کو ختم کریں کہ میں نے یہ اقدامات اٹھانے ہیں، آپ نے یہ اقدامات اٹھانے ہیں تو میں ایک دفعہ پھر، رضا ربانی صاحب بیٹھے ہیں، میرے دوسرے سینیٹ کے ساتھی ہیں جو کل حکومت میں تھے آج اپوزیشن میں ہیں، دوسرے ہیں۔ میں ذاتی طور پر کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا اور میں معذرت خواہ ہوں کہ اگر کسی کی بھی ان پانچ چھ سالوں میں میری وجہ سے دل آزاری ہوئی ہو، تھوڑے سے منہ پھٹ قسم کے لوگ تو ہم ہیں ہی شروع سے، کیا کریں دکھ درد اتنے تھے۔ میں بذات خود معذرت کرتا ہوں ہر دوست سے کہ اگر مجھ سے یہاں پر کسی سے کوئی زیادتی ہوئی ہو، میری وجہ سے کسی کو ذہنی کوفت ہوئی، تکلیف ہوئی ہو لیکن جناب والا! میں پھر دوبارہ دہرانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کو محبت اور پیار کے راستے پر لایا جا سکتا ہے۔ آپ جو پیسہ وہاں پر ملٹری اور پیرا ملٹری کے لیے خرچ کر رہے ہیں اس کو redirect کریں towards socio economic benefits of the people of Balochistan. آپ full back کرلیں۔ ملٹری اور پیرا ملٹری، آپ جتنی دیر رکھیں گے اتنی ہی بڑی دلدل بنتی جائے گی۔ آپ جتنی دیر وہاں پر اس طرح کی efforts کریں گے، یہ جناب والا! تکالیف و مشکلات میں اضافہ کرے گا اور اس tension کو increase کرنے کا باعث بنے گا اس کو decrease or reduce کرنے کا باعث نہیں بنے گا۔

جناب والا! تیسری بات یہ ہے کہ اڑھائی لاکھ لوگ بلوچستان میں نقل مکانی کر گئے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے آنے والے بجٹ میں سینتیس ارب روپے مزید زلزلہ زدگان کے علاقوں کے لیے رکھے گئے ہیں لیکن جناب والا! ہمارے ہاں بھی 2005 میں ایک زلزلہ فوجی operation کی صورت میں آیا۔ اب اڑھائی لاکھ لوگ ' یہ میں نہیں کہہ رہا Internally Displaced Monitoring Center کی رپورٹ ہے' انٹرنیٹ میں Google کھولیں' آپ کو ' سب کو ملے گا۔ ان کی رپورٹ ہے کہ اتنے لوگ ہیں۔ جناب والا! اس دوران سینکڑوں کی تعداد میں ہزاروں نہیں کہوں گا شاید exaggerate کروں' سینکڑوں کی تعداد میں بچے وہاں پر غذائیت کی کمی کی وجہ سے مر گئے ان نقل مکانی کرنے والے کیمپوں میں تو بجائے کمیٹی بنانے کے IDMC کی رپورٹ لیں۔ رضا ربانی صاحب اور دو چار دوست ہر گھرانے کے لیے چالیس ' پچاس ہزار روپے کی مالی امداد کا بندوبست کرکے ان کو فوری طور پر ان علاقوں میں بھیج دیں تاکہ کم از کم ان کا یہ مداوا ہو سکے کہ آپریشن ختم ہوگیا۔ جب تک وہ واپس نہیں جائیں گے یہ تاثر برقرار رہے گا کہ بلوچستان میں حالات ساز گار نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ جناب والا! ہماری سب سے بڑی تشویش یہ تھی کہ بلوچستان کی زمین کو بالکل شیر مادر سمجھ کر کوڑیوں کے داموں بیچا جا رہا تھا۔ ابھی اینگول میں ستر ہزار ایکڑ زمین پاکستان ائر فورس مانگ رہی ہے' انہوں نے جو نئے جہاز منگوائے ہیں ان کی missile testing and firing range کے لیے۔ اسی طرح گوادر میں لاکھوں ایکڑ زمین 2002 سے لے کر 2005 کے درمیان الاٹ کی گئی۔ سپریم کورٹ نے اس کا نوٹس لیا' کیس سپریم کورٹ میں پڑا ہوا ہے' سپریم کورٹ کی کوئی سنتا نہیں۔ Implementing agencies ساری خود اس میں involve تھیں۔ آپ ساری زمینوں کی allotment cancel کر دیں۔ اس سے کم از کم لوگوں کو یہ تاثر ملے گا کہ یہاں پر demographic re-engineering نہیں ہوگی۔ لوگوں کو خطرہ یہ ہے کہ آپ demographic engineering, re-engineering کریں گے اور اس میں مختلف علاقوں سے لوگوں کو لا کر یہاں آباد کریں گے اور بلوچستان کے جو آٹے میں نمک برابر لوگ ہیں ان کو اقلیت میں تبدیل کریں گے۔ اس تاثر کا خاتمہ آپ کے لیے بہت ضروری ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب آپ 2002 سے لے کر 2005 تک جتنی زمینیں الاٹ کی گئی ہیں' چاہے

وہ ملٹری کو ہوئی ہیں یا سول بیوروکریسی کو ہوئی ہیں کسی کو ہوئی ہیں ' ان کو cancel کر دیا جائے۔ جناب والا! کافی ایسے issues ہیں' اگر زندگی رہی' میں اگر پارلیمنٹ کا حصہ نہ بھی رہا' میں دوستوں کے ساتھ' آپ کے ساتھ اور ان ساتھیوں کے ساتھ رابطے میں رہ کر ان تمام مسائل کی نشاندہی کروں گا جس سے بلوچستان میں دوبارہ پیار و محبت اور امن کی فضا قائم ہو سکے۔

اس کے علاوہ جناب والا! ایجنسیوں کا role اور خفیہ اداروں کا role ڈر تو مجھے بھی لگتا ہے' پتا نہیں ابھی تک ہمارے بارے میں ان کے پاس کیا کیا رپورٹس پڑی ہیں۔ زندہ رہوں یا نہ رہوں لیکن ایک بات میں بتاؤں جناب والا! Rule of law یہ کسی بھی سوسائٹی کے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔ اگر کسی بھی معاشرے میں' کسی بھی ریاست میں ایک ادارہ کسی بھی قانون کی پاسداری نہ کرتے ہوئے' چاہے وہ انسانی ہو' اخلاقی ہو' ملکی ہو' آئینی اور عالمی اصول ہوں' اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے' انہیں humiliate کرتا ہے' ان کو badly treat کرتا ہے' ان کو torture کرتا ہے اور ان کو تکلیف و مشکلات کا شکار بناتا ہے' جناب والا! ایسے معاشرے میں آپ لوگوں کی نفرتوں کو ضرب دے رہے ہیں' اس میں اضافہ ہوگا۔ لہذا' فی الفور ایجنسیوں کا جو ایک منفی کردار ہے چاہے وہ الیکشن کے حوالے سے ہو' political معاملات میں interfere کرنے کا ہو یا قبائلی معاملات میں مداخلت ہو' تو اسے آپ کو بالکل ختم کرنا ہوگا تاکہ بلوچستان والوں کو یہ نہ محسوس ہو کہ جی اسلام آباد اپنے ان اداروں کے ذریعے سے بلوچستان میں control type کی ایک سوسائٹی قائم کرنا چاہتا ہے' جس میں لڑاؤ اور حکومت کرو والی پالیسی اپنائی گئی ہے۔ جہاں پر Economic development بڑی controlled ہے' جہاں political development بھی بڑی controlled ہے۔ ایسی سوسائٹی ہے جو بالکل ایک ڈبے میں بند ہے اور باہر سے ایک آدمی بیٹھ کر اس کو چلا رہا ہو' تو یہ تاثر بھی آپ کو ختم کرنا پڑے گا۔

جناب والا! انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ میں محترم اعظم سواتی صاحب کا نام اس دن میں اس لئے نہ لے سکا کہ ان کی بڑی محبتیں تھیں۔ میں یہاں پر نہیں تھا لیکن دو تین دفعہ انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا اور Inter Parliamentary Union کی جو Human Rights کی کمیٹی تھی اس نے میرے حوالے سے تھوڑے بہت efforts کئے

اور اعظم سواتی صاحب ایک دو میٹنگ میں بھی گئے، میں ان کا بھی مشکور ہوں، آپ کا بالخصوص مشکور ہوں۔ تمام اراکین سینیٹ کا، میں ایک ایک کا نام نہیں لے سکتا، چاہے وہ اپوزیشن میں ہیں، گورنمنٹ میں ہیں، کسی بھی جماعت سے ہیں جس نے بھی بلوچستان کے حوالے سے اپنی ہمدردی کا اظہار کیا، ہمارے ساتھی اور دوستوں کے حوالے سے کیا، ہمارے ساتھ یہاں پر مختلف اوقات میں ایک پیار و محبت کا سلوک انہوں نے اپنایا، ہمارے معاملات کو سننے کی کوشش کی، ہمیں سمجھانے کی کوشش کی، میں ان سب کا اپنے سے بڑے جتنے بزرگ ساتھی ہیں، دوست ہیں سب کا جن میں پروفیسر خورشید صاحب، رحیم مندوخیل صاحب، ڈاکٹر مالک صاحب ہیں، یہاں پر بیٹھے ہوئے میرے دیگر ساتھی ہیں، محترم رضا ربانی صاحب، رحمت اللہ کاکڑ صاحب، حاجی عدیل صاحب ہمارے نئے ساتھی ہیں، بلور صاحب، صفدر عباسی صاحب، سعدیہ عباسی صاحبہ ہیں اور میرے کافی دوست ایسے ہیں، کامران مرتضیٰ صاحب کا میں نے اس دن بھی ذکر کیا تھا۔ ولی محمد بادینی صاحب اور انور بیگ صاحب ہیں۔ کافی دوست ہیں۔ میں اتنا سینیئر نہیں ہوں، میرا دس سال کا parliamentary experience ہے، ۱۹۹۷ء سے لے کر آج تک میں یہاں آتا رہا ہوں، لیکن کافی مرحلوں پر لوگ میری راہنمائی کرتے رہے؛ اگر راہنمائی کا یہ عمل وفاق کی سطح پر قوموں میں بھی جاری رہے تو میرے خیال میں معاملات کو درست کیا جا سکتا ہے۔ کوئی بھی دنیا میں ایسا کام نہیں جس کو درست نہ کیا جا سکے، لیکن اس کے لئے اخلاص، اخلاق اور پیار و محبت کی ضرورت ہے۔

جناب والا! انہی الفاظ کے ساتھ میں ایک لفظ پر مشتمل اپنا استعفیٰ سینیٹ آف پاکستان میں پیش کر رہا ہوں اور انہی توقعات کے ساتھ کہ سینیٹ کے تمام ساتھی، میں اگر ادھر نہیں رہا تو ہمارے علاقے میں جو تکالیف اور مشکلات ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین۔ Thank you very much.

(اس موقع پر تمام ارکین نے ڈیسک بجائے)

جناب چیئرمین: رضا صاحب بولنا چاہ رہے ہیں۔ رضا صاحب کو پہلے سن لیں۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! بہت سے مواقع آئے سینیٹ کے اندر اور بہت سے مشکل مواقع آئے اور غالباً مشکل ترین موقع میرے لئے بولنے کا محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کی شہادت کے وقت تھا لیکن اگر اس کے بعد کوئی مشکل موقع میرے سامنے آیا ہے تو وہ یقیناً سینیٹر حناء بلوچ کی آج کی تقریر اور ان کے استعفٰے کے بارے میں ہے۔ میں کل سے حناء بلوچ صاحب سے یہ استدعا کر رہا تھا اور آج بھی فلور آف دی ہاؤس سے کرتا ہوں کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں۔ وہ اپنا استعفیٰ اس لئے واپس لے لیں کہ ان کا یہ کہنا درست ہے کہ جس وقت ان کی جماعت اور دیگر جماعتوں نے الیکشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا یا ان کی جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ National, Senate اور صوبائی اسمبلیوں سے مستعفی ہو جائیں گے۔ اس وقت اس ملک کے اندر اور بالخصوص صوبہ بلوچستان کے اندر جنرل مشرف کی آمریت کی بربریت طاری تھی۔ اس وقت یہ بات درست ہے کہ ایک خوفناک آرمی آپریشن بلوچستان کے اندر جاری تھا۔ اس وقت یہ بات درست ہے کہ جناب اکبر بگٹی صاحب کو شہید کیا گیا۔ اس وقت یہ بات درست ہے کہ سردار عطاء اللہ مینگل کو اور اختر مینگل کو پابند سلاسل کیا گیا اور آپ تو بات کر رہے ہیں کہ اختر مینگل کو زمین پر سلایا گیا۔ مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب کٹہرے کو ایک cage کے طور پر بنا کر اور اختر مینگل کو اس کٹہرے کے اندر کھڑا کیا گیا اور اس کا trial کراچی جیل کے اندر کیا گیا۔ وہ سارے اس سیاہ اور کالے دور کے واقعات ہیں جن کی وجہ سے ہم نے اس وقت بھی کہا کہ آج وفاق پاکستان کے اوپر کالے اور سیاہ بادل منڈلا رہے ہیں اور ایسی حرکات اور سکنات سے آپ وفاق کے اندر hatred کے بیج بوئے جا رہے ہیں لیکن اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے، اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے بلوچستان کے اندر اس پالیسی کو جاری و ساری رکھا گیا۔ باوجود اس کے کہ سینیٹ آف پاکستان نے باآواز بلند اس پالیسی کی مخالفت کی لیکن اس پالیسی کو ترک نہیں کیا گیا۔ میں ان کے درد کو سمجھتا ہوں، میں ان کے درد کو appreciate کرتا ہوں، میں ان کے درد میں ان کا ساتھی ہوں، میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ان کے سیاسی اور political rights سلب کئے گئے۔ میں ان کی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ان کے Economic rights کو سلب کیا گیا۔ میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا

ہوں کہ گوادر کے اندر لوٹ کھسوٹ کے بازار کو گرم کیا گیا۔ اس بات کو مدنظر رکھے بغیر کہ اس علاقے کی demography تبدیل ہو جائے گی، لیکن میں ان سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج حالات تبدیل ہوئے ہیں اور میں یہاں پر فلور پر اس سے جھوٹ نہیں کہوں گا، میں یہ نہیں کہوں گا کہ بلوچستان میں دودھ اور شہد کی نہریں بہ رہی ہیں۔

reconciliation that we have to take. But at least the coalition Government has taken the first step. At least, Mr. Chairman, we have set the direction of the Government that we intend to move in, that is towards national reconciliation particularly in the province of Balochistan.

اس لیے coalition کی سب سے بڑی جماعت ہوتے ہوئے ہم نے جو سب سے پہلا قدم اٹھایا اپنی پارلیمانی میٹنگ میں، گوکہ ہم ان actions کے ذمہ دار نہیں تھے، ہم نے اس وقت بھی ان actions کو condemn کیا لیکن ہم نے پھر بھی کہا کہ اگر اس سفر کا آغاز کرنا ہے تو پھر معافی مانگنی پڑے گی بلوچستان کے عوام کے ساتھ اور آج ثناء اللہ بلوچ یہ سمجھتے ہیں کہ parliamentary committee کی معافی کافی نہیں ہے تو جناب چیئرمین! مجھے اس بات میں کوئی شرم نہیں ہے، میں on the floor of the House, ہاتھ جوڑ کر coalition Government کی طرف سے بلوچستان کے عوام سے ان تمام actions کی معافی مانگتا ہوں جو وفاق کے نام پر کیے گئے لیکن وفاق کو کمزور کرنے کے لیے کیے گئے۔

میں ثناء بلوچ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں اور اپنی جماعت کو بھی یہ بات کہیں کہ وہ اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں کیونکہ ہم بندوق کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے۔ ہم dialogue کی سیاست پر یقین رکھتے ہیں اور ہم ان تمام لوگوں کے ساتھ جو بلوچستان میں ہیں چاہے وہ پارلیمان میں ہیں یا پارلیمان کے باہر ہیں، چاہے وہ بلوچستان کی plains پر ہیں یا بلوچستان کے پہاڑوں پر ہیں، ہم ان کے ساتھ dialogue کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کو پاکستان کی سیاست کی mainstream میں واپس لانا چاہتے ہیں تاکہ بلوچستان اس بات کو محسوس کرے کہ وہ وفاق کا ایک equal partner ہے کیونکہ جب تک جناب چیئرمین! بلوچستان اس بات کو محسوس نہیں کرے گا that it is an equal

stakeholder in the Federation, اس وقت تک یہ مسئلے حل نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین! یہ بات درست ہے کہ گوادر میں لوٹ کھسوٹ کے بازار کو گرم کیا گیا لیکن ہم یہ بات clearly کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان کی demography کو متاثر ہونے نہیں دیں گے اور coalition Government اس بات پر بھی سوچ رہی ہے کہ اگر وہاں پر کوئی plan بنے گا تو جو لوگ باہر سے آئیں گے ان کو voting کا right نہیں دیا جائے گا تاکہ وہاں کے لوگوں کو یہ محسوس نہ ہو کہ ان کی representation کسی بھی طریقے سے وہاں پر کم ہو۔

جناب چیئرمین! یہ بات بھی درست ہے کہ لوگ سیاسی بنیادوں پر اٹھائے گئے اور میں یہ بات clearly کہنا چاہتا ہوں کہ وہ واقعات شاید آج بھی کچھ جگہوں پر بلوچستان میں جاری ہوں جہاں پر لوگوں کو اٹھایا جا رہا ہے لیکن ایک اتنے طویل عرصے سے پاکستان کی establishment اور agencies اپنا game کرتی رہی ہیں' ان کا ایک کردار اور role رہا ہے' اس role کو pull back کرنے کے لیے' اس role کو harness کرنے کے لیے بھی تھوڑا سا وقت درکار ہوگا۔ جب تک تمام political forces, تمام democratic forces, وہ تمام forces جو وفاق کو مضبوط کرنا چاہتی ہیں' جب تک ان کا ایک broad alliance قائم نہیں ہوگا اس وقت تک یہ ممکن نہیں ہوگا' جناب چیئرمین! کہ ان کو جو unleash ہوچکی ہیں ان کو کسی طرح سے control کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! کہ جناب حناء بلوچ صاحب کو اپنی جماعت کو اس بات پر مجبور کرنا چاہیے کہ وہ اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں چونکہ وہ جماعتیں جنہوں نے elections میں حصہ نہیں لیا' مجھے احترام ہے ان جماعتوں کے لیے۔ APDM کی وہ جماعتیں جنہوں نے elections میں حصہ نہیں لیا مجھے ان کا بھی احترام ہے کیونکہ وہ ان کا political decision تھا' وہ ان کی political conviction تھی اور انہوں نے اپنے political decision and conviction کے مطابق ایک فیصلہ کیا لیکن ان جماعتوں کی بھی آج نمائندگی سینیٹ میں موجود ہے۔ لہٰذا اگر حناء بلوچ سینیٹ میں رہتے ہیں تو وہ کسی طریقے سے اس mandate کی یا اس philosophy کی یا اس فیصلے کی خلاف ورزی نہیں کر رہے ہوں گے۔

میں جناب چیئرمین! یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ حناء بلوچ کو اور بلوچستان کے

عوام کو اس بات سے تقویت حاصل کرنی چاہیے کہ 18 فروری کو جو فیصلہ آیا' 18 فروری کو پنجاب کے محنت کش نے' 18 فروری کو سندھ کے محنت کش نے' 18 فروری کو پختون خواہ کے محنت کش نے اپنے بلوچ بھائیوں کے شانہ بشانہ ہو کر اپنا فیصلہ دے دیا کہ جنرل مشرف نہ کھپے' نہ کھپے' نہ کھپے اور جب انہوں نے یہ فیصلہ دے دیا تو ان کی policies کی' ان پر جو مظالم ہوئے' ان کا واضح طور پر پاکستان کے عوام نے ساتھ دیا ہے۔ لہٰذا میری ایک بار پھر' آپ کے توسط سے ثناء بلوچ سے اور ثناء بلوچ کے توسط سے ان کی پارٹی سے یہ request ہو گی اور آپ سے میری یہ request ہوگی کہ آپ فوری طور پر اس استعفے کو قبول نہ کریں اور دو یا چار دنوں کا وقفہ ضرور دیں تاکہ جو باتیں آج floor of the House پر ہوئی ہیں وہ ان کی leadership تک پہنچیں اور پھر وہ اگر اس پر نظرثانی کریں تو ہم ان کے مشکور ہوں گے۔ جناب چیئرمین میں آپ کا شکرگزار ہوں۔

جناب چیئرمین: ہمارے کئی ساتھیوں نے بولنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اب کیونکہ نماز کا بھی وقت ہو رہا ہے۔ جی مشاہد حسین صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: شکریہ جناب چیئرمین! آج بہت اہم دن ہے کیونکہ آج ثناء اللہ بلوچ صاحب واپس تشریف لائے' پہلے بھی آچکے ہیں۔ میری ابھی ان سے بات بھی ہوئی تھی۔ I would endorse fully the sentiments that he has expressed and we are with you اور اس سلسلے میں' میں ان سے request کروں گا' I will join the Leader of the House, Raza Rabbani sahib in two things. No. 1, that as a nation we should apologize to Balochistan for the wrongs that have been done. پچھلے دور میں بھی اور ماضی میں بھی۔ دوسری میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ واپس آئیں۔ انہوں نے دو تین باتیں کمیٹی کے بارے میں کہیں۔

بلوچستان کمیٹی کا جب اجلاس شروع ہوا تو یہ شجاعت حسین صاحب کا initiative تھا' ان سے مل کر initiative تھا اور پہلی میٹنگ میں انہوں نے کہا کہ میں نے ایک power point presentation دینی ہے۔ میں نے کہا کہ بالکل welcome. He gave a

as the کو presentation اس اور comprehensive power point presentation

power point یہ کہ بنیاد بنایا نے میں Chairman of the sub-Committee

presentation جو عطاء اللہ بلوچ صاحب کی ہے اس کی بنیاد پر ہم discussion کریں گے'

اس بنیاد پر آگے چلیں گے اور اس بنیاد پر ہم Ministry of Defence, Ministry of

Interior, Ministry of Finance, Ministry of Petroleum and Natural

Resources سب کو ملا کر presentation دیں گے۔ اس framework پر ہم نے کام کیا۔

دوسری بات' پروفیسر خورشید صاحب بیٹھے ہیں' رضا صاحب بھی ادھر تھے' ہم نے جو

رپورٹ دی this was the unanimous report ہم نے cantonment کی مخالفت کی اور

levies کو قائم رکھنے کی سفارش کی۔ It was an honest report اور پہلی دفعہ پاکستان کی

تاریخ میں ' I summoned the Generals of the Frontier Corp of the Garrison in

Balochistan. ان کو face کیا' ہمارے بلوچ nationalist لوگ تھے' چھ گھنٹے میں نے

میٹنگ کروائی۔ پروفیسر خورشید صاحب اس میں شامل تھے

in October 2004 and it was the first direct interaction between the so called Pakistani establishment , between the 'Khakies' , between the serving generals and our members of the Committee including the Baloch Nationalists

اور بڑا honest interaction ہوا جس میں جنرل ڈار تھے' اب وہ لیفٹیننٹ جنرل ہیں' انہوں

نے معافی بھی مانگی کہ ہم سے اگر human rights violations ہوئی ہیں تو

we apologize. اور وہ report unanimous تھی۔ پھر نومبر 2004 میں So this was the first time

نیشنل سیکورٹی کونسل کا اجلاس ہوا' مجھے خاص طور پر بلایا گیا۔ I think you were also there

اور وہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ پوری and I gave a full presentation of Balochistan

موجود تھی' پوری establishment موجود تھی military brass and I said that the

basic problem of Balochistan is that mindset of the establishment has

been negative. The mindset has been changed. جو ہمارا ذہن بلوچستان کے حوالے

سے ہے we do not treat them as an equal partner of the Federation اور وہ
رپورٹ میں ہم نے شامل کیا that strong provinces mean a strong Pakistan. مضبوط
صوبے مضبوط پاکستان کی علامت ہیں نہ کہ مضبوط مرکز ۔ ہماری efforts complete ہوگئیں۔

There was a struggle between two lines in Islamabad and Rawalpindi.

what is called the dovish line of conciliation, reconciliation, ہماری لائن تھی
unfortunately there was also a line coming from within the system of
confrontation, of a hawkish line. مشرف صاحب ہماری line سے پہلے متفق تھے جو
We had achieved our goals, we had ۔ شجاعت صاحب اور میں کر رہے تھے
I want to بگٹی صاحب سے چار دور کئے اور نواب اکبر بگٹی achieved conciliation
say on the record was a great Pakistani and a great patriot, greater than
many patriots sitting in Islamabad as a power center. انہوں نے agree کیا ۔
ہم نے ایک امن کا معاہدہ کیا۔ پہلی دفعہ ایک پرائیویٹ آرمی اور regular army کے درمیان
without firing a single shot. معاہدہ کیا۔ سوئی اور ڈیرہ بگٹی کی سڑک بھی کھول دی گئی
Pickets بھی remove ہوگئیں۔ Agreement بھی ہوگیا۔

It was sabotaged by the hawks within the establishment. I am sorry to say that our efforts were nullified and when that incident happened, the killing of Nawab Akbar Bugti, the murder of Nawab Akbar Bugti, both Ch. Shujat Hussain and myself, we publicly condemned it in the media, on the television and also in front of the military brass headed by Mr. Musharraf. This is the part of record.

ہم نے نیک نیتی سے کام کیا' ہم نے سچے طریقے سے کام کیا۔ جو ان کی ترجیحات تھیں they
were all included in the report. The first report in the history of Pakistan
جس میں مکمل اتفاق رائے سے ہم نے ایک راستہ دیا۔ We agree with the efforts of the
present Government میرے خیال میں بڑا اچھا initiative زرداری صاحب نے لیا اور ان

they offered an apology and we ' نے coalition کی پیپلز پارٹی کی حکومت نے '
owe that apology to it اور آپ کو پتا ہے کہ ماضی میں

I was the first to say that we should apologize to Bangladesh for what happened in 1971 and we did that and I feel that apart from apology we should take remedial measures

اور ان measures میں ہم حکومت کے ساتھ ہوں گے۔ ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ جو رپورٹ ہم نے پیش کی تھی

unfortunately because of the hawkish line within the system, it was not allowed to be implemented, it was derailed but the report is a good road map, a good first step to alleviate the sufferings of the people of Balochistan

کیونکہ اس میں سارے issues شامل ہیں۔ اس میں حزب اختلاف کے لوگ بھی تھے، حکومت
I feel that that should be تھی تو Six member committee کے لوگ بھی تھے۔
implemented and we are fully with the Government on that issue and
Balochistan needs a healing touch. یہ ڈنڈے کی پالیسی نہیں چلے گی۔ ہم نے اس
وقت بھی کہا تھا کہ dialogue کی پالیسی

and we know that this episode will be considered a black spot in the history of Pakistan for which we are all ashamed as Pakistanis, the murder of Nawab Akbar Khan Bugti and what happened. Military solutions are not the answer whether it is Balochistan, whether it is FATA, whether it is Frontier and when we say openly, we have said it openly to the Americans.

میں ابھی NATO کی کانفرنس میں سے آ رہا ہوں، آپ بھی ادھر موجود تھے، ہم نے NATO
کے جرنیلوں کو بھی یہی کہا۔ NATO کے سیکرٹری جنرل کو بھی یہی کہا کہ use of

force is counter productive, that is not the way out. Have a dialogue

بات ہم ان کو کہتے ہیں، ہم اپنے لوگوں کے لیے بھی وہی کہتے ہیں

and without Balochistan, which is the pillar of the Federation, Pakistan's Federation is incomplete. We look to Balochistan for our economic leadership, for political leadership. Their leadership has shown lot of courage and strength of character, more than perhaps other politicians of other provinces. We are proud of our association with our friends and I would finally request Sanaullah Baloch sahib to reconsider his decision in the national interest and also the interest of the people of Balochistan because he is a strong voice for the people of Balochistan and a strong voice for Pakistan's democracy. But let it be said very clearly that the effort we made was in good faith but it was stalled, it was nullified by a section of the establishment which was hard liner, which was hawkish and which was confrontational and our line was to give a healing touch and have national reconciliation and that is why I started that process in this Parliament, sir, in June 2004 when I for the first time issued a call for national reconciliation and said, let there be a release of political prisoners like Mr. Zardari, Mr. Yousuf Raza Gillani and Makhdoom Javed Hashmi. So, we have the courage of a conviction, we have the courage to speak truth to power whether it is a military general, whether it is the Parliament of Pakistan above party lines and this is our consistent track record. Thank you very much.

جناب چیئرمین: مجھے ہاؤس کی راہنمائی چاہیے، ہمارے کافی ساتھی بولنا چاہتے ہیں۔

جمعے کا وقت بھی ہو رہا ہے پانچ منٹ میں جماعت کھڑی ہو جائے گی۔ ابھی continue کرنا چاہتے ہیں یا بعد میں۔ جی رحمٰن ملک صاحب۔

جناب رحمٰن ملک (مشیر برائے داخلہ) : جناب چیئرمین ! thank you for giving me the floor. جب coalition Government نے take over کیا تو میں آپ سے عرض کروں کہ سب سے پہلے میں اختر مینگل صاحب کے پاس ہسپتال گیا۔ میری ان کے ساتھ دو گھنٹے کی ملاقات ہوئی۔ ان کے جتنے وسوسے تھے، جو شکایتیں تھیں وہ ساری سنیں۔ ان پر ایکشن لیا جا چکا ہے۔ ثناء بھائی میرے پرانے دوست ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ان کے مطابق یہ پارٹی کا فیصلہ ہے۔ میں اختر مینگل صاحب کے پاس خود جاؤں گا، ان سے بات کروں گا اور انشاء اللہ اچھا رزلٹ لے کر آئیں گے۔ میری آپ سے درخواست ہوگی کہ ایک ہفتے تک اس استعفیٰ پر عمل نہ فرمائیں۔ انشاء اللہ ہم کوئی نہ کوئی solution لے کر آئیں گے اور ثناء بھائی کو یہاں سے نہیں جانے دیں گے کیونکہ وہ بہت عرصے سے ہمارے ساتھ ہیں۔ انشاء اللہ اگر ان کے گھر بھی جانا پڑا تو ہم جائیں گے کیونکہ ہماری پارٹی کا، ہماری coalition کا یہ اصول ہے کہ ہم reconciliation چاہتے ہیں، dialogue کی سیاست چاہتے ہیں اور ہر ایک کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : میں ہاؤس کی راہنمائی لے لوں، ابھی کیونکہ because of the clock change, there is still time مختصراً ہمارے جتنے ساتھی بولنا چاہتے ہیں۔

We will continue that, then we will defer the other items, then we will speak on this. Yes Professor sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! سینیٹ جس موضوع پر گفتگو کر رہا تھا وہ بھی اہم ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے نوجوان اور عزیز بھائی ثناء اللہ بلوچ صاحب نے جو تقریر کی ہے، جن جذبات اور خیالات کا اظہار کیا ہے، استعفے کی جو بات ہوئی ہے اس نے باقی تمام موضوعات کو insignificant بنا دیا ہے اور ہمارے لیے اس وقت اولیت اس مسئلے کی اور اس کے ساتھ ساتھ استعفے کی بھی ہے۔ میں اپنے عزیز بھائی

رضا ربانی، مشاہد حسین اور خود رحمان ملک صاحب نے جو بات کہی ہے اس کی تائید کرتے ہوئے یہ بات کہوں گا کہ اس وقت ملک کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم اس ملک کی آزادی اور اس کے federal character کی حفاظت کریں۔ اس وقت دونوں پر ضرب لگ رہی ہے۔ یہ ہمارے وجود کا مسئلہ ہے۔ ہمارے مستقبل کا مسئلہ ہے اور خدا کے لیے اسے غیر اہم سمجھ کر نظرانداز نہ کر دیں۔ حنا بلوچ نے جو باتیں کہی ہیں میں ان کی مکمل تائید کرتا ہوں اور ہم اس ایوان میں بار بار اس بات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب کو سنیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : اگر بات نہیں سننی تو باہر چلے جائیں۔ میں اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ معاشرہ حق اور حقوق، انصاف اور رواداری، محبت، اخوت اور پیار کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو دل پھٹ جاتے ہیں، خاندان منتشر ہو جاتے ہیں، قومیں ختم ہو جاتی ہیں اور ملک خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اس لیے سب سے بنیادی مسئلہ یہ ہے۔ میں حکومت کے اس رویے کو welcome کرتا ہوں کہ ماضی میں جو کچھ ہوا ہے اور ہمیں حقائق کو تسلیم کرنا چاہیے، یہ dove اور hawks کا مسئلہ نہیں تھا۔ یہ حق اور ناحق، عدل اور ظلم کا مسئلہ تھا۔ Mushahid Bhai, has been economical with truth جہاں اس کمیٹی نے دیانتداری کے ساتھ سب کو ساتھ لے کر کام کیا۔ ہم نے جا کر اپنے بھائیوں کے ساتھ کھلے دل سے بات چیت بھی کی۔ ان کے غم اور دکھ کو سمجھا اور اسے اپنا دکھ اور غم بنایا اور اسی spirit سے ہم نے وہاں کام کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنرل مشرف اور وزیر اعظم دونوں نے اس کو sabotage کیا۔ محض Establishment پر بات ڈالنا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے میں گواہی دیتا ہوں کہ اپنی رائے کے خلاف صرف مشاہد کے کہنے پر کمیٹی کے بعد میں اس meeting میں بھی گیا ایک بار، جو follow up کے لیے قائم کی گئی تھی لیکن اس meeting میں وزیر اعظم کا جو رویہ تھا، ان کی پارٹی کے لوگ شریک تھے، ہماری رپورٹ متفقہ تھی لیکن وہاں وہ کسی بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔

اس کے بعد میں نے باقی تمام meetings کا بائیکاٹ کیا اس لیے کہ یہ صاف نظر آ رہا

تھا کہ یہ محض ہمیں دھوکہ دینے کے لیے یا عوام کو دھوکہ دینے کے لیے انہوں نے یہ کام کیا ہے۔ وہ اس کے بارے میں مخلص نہیں ہیں۔ اس لیے مسئلہ doves اور hawks کا نہیں ہے بلکہ یہ دو مختلف mindset تھے اور اگر موجودہ coalition government اس mindset کو check کرتی ہے' change کرتی ہے تو مجھے یقین ہے کہ حالات بہتر ہوں گے اور حالات کو بہتر کرنے کے لیے افہام وتفہیم' دوستی' پیار ومحبت' حقوق کو ادا کرنے کی مخلصانہ کوشش اور میں کہتا ہوں کہ عدل سے آگے احسان ہے۔ اس لیے کہ اس قرآن نے ہمیں جو حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ سب کے ساتھ احسان کرو۔ عدل کے معنی یہ ہیں کہ حق دار کو اس کا حق دو لیکن احسان یہ ہے کہ حق سے زیادہ دو تا کہ اس کی تکلیف کی تلافی ہو سکے۔

جناب والا! یہ ہے اصل issue اور میں اپنے ساتھیوں کو join کرتا ہوں کہ ثناء اللہ بلوچ اور ان کی پارٹی کا یہ بڑا دیانتدارانہ اور جرأت مندانہ اقدام ہے کہ جو ان کی پارٹی کا موقف ہے وہ اس کے مطابق کام کرنے کو تیار ہیں۔ ہمیں ایسے ہی کردار کی ضرورت ہے لیکن ساتھ ساتھ جو حالات ہیں ان میں ہم ان کی ضرورت کو پہلے سے زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ ان سے اور ان کی پارٹی سے پورے خلوص کے ساتھ یہ درخواست کرتے ہیں کہ جن حالات میں انہوں نے فیصلہ کیا تھا وہ صحیح تھا اور جب اختر مینگل صاحب نے اسمبلی سے استعفٰی دیا ہے تو personally میں نے ان سے contact کر کے انہیں مبارکباد دی تھی اور یہ کہا تھا کہ ہم آپ کا ساتھ دینے کے لیے بھی تیار ہیں۔ آج کے حالات کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ثناء اللہ بلوچ ہمارے ساتھ رہیں اور ہم مل کر حق اور انصاف کے حصول کی جدوجہد کریں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں اور انشاء اللہ مل کر ہم حالات کو سنبھالنے کی پوری کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔ باری باری سب کو وقت ملے گا۔ میں نے سب کے نام نوٹ کیے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ سب کو accommodate کرنے کی کوشش کریں گے۔ جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین' آج

ثناء بلوچ کی گفتگو سے اور پھر اس کے نتیجے میں اس کے استعفیٰ سے یہ پورا ہاؤس افسردہ ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ربانی صاحب نے جو گفتگو فرمائی ہم بالکل اس کی تائید کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اب ہاتھ جوڑنے اور معافی مانگنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا بلکہ ہمیں زمینی حقائق کی طرف جانا ہوگا۔ اگر انصاف کے پیمانے ہمارے ملک میں مختلف ہوں گے۔ غریب کے لیے پیمانہ الگ اور امیر کے لیے پیمانہ الگ، چھوٹی قومیت کے لیے پیمانہ الگ، بڑی قومیت کے لیے پیمانہ الگ ہوگا تو اس طرح یہاں انصاف قائم نہیں ہوگا اور یہ جو کشیدگی ملک کے اندر ہے یہ ختم نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین! آپ اس کا اندازہ بخوبی کر سکتے ہیں کہ گھر سے اگر پانچ لاشیں اٹھتی ہیں، چار لاشیں اٹھتی ہیں اور ایک گھر کے چشم و چراغ کو دن کی روشنی میں اٹھا لیا جاتا ہے اور عقوبت خانوں میں انہیں سزا دی جاتی ہے تو ان پر کیا گزر رہی ہوگی؟ اب اس کے نتیجے میں اگر کوئی رد عمل سامنے آتا ہے تو یقیناً آپ اس کو دہشت گرد بھی کہیں گے، آپ تخریب کار بھی کہیں گے، terrorist بھی کہیں گے لیکن آپ بتائیے پھر اس آدمی کے پاس اس کے علاوہ کیا چارہ کار رہ جاتا ہے۔

بلوچستان میں یہ صرف اب کے بار ہی نہیں بلکہ یہ پانچویں مرتبہ بلوچستان پر فوج کشی ہوئی ہے اور بلوچوں کو تہ تیغ کیا گیا ہے، وہاں کے عوام کو تہ تیغ کیا گیا ہے۔ آخر ان کا جرم کیا ہے؟ ان کا قصور کیا ہے؟ قصور میرے خیال میں سب سے بڑا یہ ہے کہ خان آف قلات نے تحریک پاکستان میں حصہ لینے کے لیے یا مدد کرنے کے لیے، جو روایت ہم تک پہنچی ہے، کہ انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح اور فاطمہ جناح کے وزن کے برابر کا سونا دے کر تحریک پاکستان کی مدد کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچ عوام کا سب سے بڑا جرم ہے کہ یہ قیام پاکستان کے بعد سزا انہیں مل رہی ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی افسوسناک امر ہے اور صرف ہاتھ جوڑنے اور معافیوں سے بات نہیں بنے گی۔

وزیرستان اور قبائلی علاقوں کی جو صورت حال ہے، وہاں گھروں کو مسمار کیا گیا ہے۔ لاکھوں لوگ وہاں سے ہجرت کر کے ملک کے مختلف کونوں میں بلکہ ملک سے باہر چلے گئے ہیں۔ آخر ان کی کیا مجبوری ہے؟ ایک آدمی کو زندگی ایک دفعہ ملتی ہے یا ایک انسان کو یا ایک جاندار

کو اور اگر یہ خودکش بم حملے ہوتے ہیں یا بم دھماکے ہوتے ہیں تو کیا کبھی ہم نے سوچا کہ ان کی وجہ کیا ہے؟ یہ کیونکر اس حد تک پہنچے ہیں یا کبھی ہم نے یہ سوچا کہ ایک نوجوان جس کی ایک خوشحال گھرانے میں پرورش ہوئی ہے وہ آج پہاڑوں میں، غاروں میں اور ریگستانوں میں پریشان پھر رہا ہے۔ اس کی بیماری کیا ہے، اس کی مجبوری کیا ہے، اس کی مشکل کیا ہے؟ جناب چیئرمین، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو coalition government بنی ہے اس کا آغاز بڑا اچھا ہوا ہے کہ انہوں نے مفاہمت اور مذاکرات کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ڈنڈے سے ایک لحاظ سے باز رہنے یا یوں کہہ لیجئے کہ توبہ کرنے کی بات کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس مفاہمت کے عمل کو جاری و ساری رکھنا چاہیے۔ قائد ایوان نے اعتراف کیا کہ اب بھی بلوچستان سے لوگ اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح coalition government کی مزید بدنامی ہو گی۔ اس لیے coalition government کو بھی اور ہمارے ذمہ دار لوگوں کو بھی سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے اور اپنی حکمت عملی طے کرنی چاہیے کہ ان مسائل کو ہم کیسے حل کر سکتے ہیں۔ اگر سوات سے اس کا آغاز ہوتا ہے تو بلوچستان میں ایسے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ سب سے اہم بات یہ ہے جیسے میں نے انصاف کی بات کی، جناب چیئرمین، میرے پاس آئینی پیکج بھی آیا ہے۔ یہ میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں صوبوں کے حوالے سے کوئی بات نہیں ہے۔

جب تک ہم صوبوں کے ذخائر پر، صوبوں کا حق ملکیت تسلیم نہیں کریں گے اور انصاف کے تمام تقاضے پورے نہیں کریں گے اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آئینی پیکج روز روز نہیں آتے اور اگر آنا بھی ہے تو اس میں اس بات کو تسلیم کیا جانا چاہیے کہ ذخائر اور معدنیات کے وسائل جس صوبے سے بھی نکلتے ہوں، حق ملکیت ان کی ہو اور وفاق میں اس کا حصہ مذاکرات سے، مفاہمت سے، مشاورت سے طے کیا جانا چاہیے لیکن صوبوں کا حق حاکمیت تسلیم کرنا چاہیے اور جب تک یہ سلسلہ نہیں ہوگا اس وقت یہ مسئلہ ختم نہیں ہوگا۔ میں آپ کا ایک منٹ لوں گا۔

یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اسلام تو نہیں آیا، جمہوریت بھی نہیں آئی۔ ساٹھ اکسٹھ سال کا عرصہ گزر گیا۔ نہ یہاں جمہوری ادارے مستحکم ہوئے۔ وہی جنرل کرنل ہیں جو کبھی پس پردہ یا کبھی پردے کے سامنے آ کر حکمرانی کرتے ہیں اور یہ سلسلہ جناب

چیئرمین! کب تک چلے گا؟ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کی صورت اختیار کر گیا اور اسی طرح آپ کے جو چار صوبے ہیں اور ہر صوبے میں کشیدگی ہے، نفرت ہے اور پھر نفرت کو بڑھانے کے لیے ایسے issues کھڑے کیے جاتے ہیں جس سے ملک میں مزید نفرت پیدا ہوتی ہے۔ بہرحال ثناء بلوچ صاحب سے میری ہمدردی ہے۔ میں نے خود ان سے گزارش کی تھی کہ آپ اس ادارے سے استعفٰی نہ دیں آپ کی بات سنی جائے یا نہ سنی جائے لیکن یہ آواز ہر جگہ پہنچتی ہے۔ لہٰذا میں بھی گزارش کروں گا ثناء بلوچ صاحب سے کہ وہ اپنے استعفٰے پر نظر ثانی کریں۔ ہم سب coalition government کا حصہ ہیں اور ہمیں اب عملی اقدامات کرنے چاہییں۔ اس طرح سے یہ مسائل حل نہیں ہوتے۔ Thank you جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: ہمارے کافی ساتھی ابھی رہتے ہیں۔ میں عرض کروں گا مہربانی کر کے مختصر رکھیں اور دہرائیں مت کیونکہ دس منٹ کے بعد اذان ہو جائے گی اور پھر اجلاس ختم ہو جائے گا۔جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! میں دو منٹ لوں گا لیکن سواتی صاحب پہلے بول لیں پھر میں بول لیتا ہوں انہوں نے request کی ہے۔میں اس کے بعد بول لوں گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ، دراصل جو قربانی ثناء اللہ بلوچ نے پیش کی ہے اس کے لیے میرے پاس مثال نہیں لیکن میں صرف اپنی ذاتی ----- ثناء اللہ بلوچ صاحب ----

جناب چیئرمین: ثناء اللہ بلوچ صاحب سواتی صاحب آپ سے مخاطب ہو رہے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں انتہائی اختصار سے ثناء اللہ بلوچ صاحب سے اور ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ میں 1978ء کے اندر ضیاء الحق کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد اپنی مرضی سے ہجرت کرکے امریکہ گیا اور اس کے بعد ہزاروں نہیں، بلکہ لاکھوں پاکستانی امریکہ میں اس بات کے گواہ ہیں کہ جو معیار، کردار، سچائی اور دیانتداری کے لحاظ سے میں نے وہاں پر قائم کیا وہ ساری دنیا کے سامنے عیاں ہے میں نےکسی موقع پر پاکستان کے تقدس اور عظمت پر آنچ نہیں آنے دی۔ جب بھی پاکستان کو terrorist ملک قرار دیا گیا اس کے لیے

خدا کے فضل سے ہراول دستے کی حیثیت سے میں نے امریکہ میں پاکستان کے موقف کا دفاع کیا۔ آپ اس بات کے ذاتی گواہ ہیں کہ جتنے بھی یہاں سے میرے پارلیمنٹرین میرے پاس گئے ان کو وہاں جو عزت ملی وہ بھی ایک تاریخ کا حصہ ہے میں اس پاکستان کی عظمت کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کے لیے 2001ء میں اس چالاک مشرف کی باتوں میں آ کر یہاں پر آیا اور پھر میرا حشر کیا ہوا۔ آج میں ایوان میں آپ کے سامنے یہ بات کر رہا ہوں۔ ملٹی ملین ڈالر کی میری پراپرٹی کو اس مشرف اور اس کی establishment کے کہنے پر جارج بش کیس بنا کر اس کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ اس وقت میرے بچے ٹیکساس کے اندر مشکلات سے دوچار ہیں۔ تفتیش کے لیے ایک ٹرک بھر کر جو کاغذات میری کمپنیوں کے انہوں نے منگوائے ہیں جس پر کئی لاکھ ڈالرز ان کاغذات کی کاپی بنانے پر خرچہ ہوئے ہیں۔ آج ڈیڑھ سال سے میرے ویزے کو cancel کیا گیا' اس لیے کہ میں نے اس ملک کے آئین کی حفاظت اور اس کے تقدس کے لیے آرٹیکل 63(C) کے تحت اس ملک کی شہریت کو چھوڑا تھا اور آج ڈیڑھ سال سے میرا ویزہ cancel ہے۔ صرف اس بنا پر کہ میں گوانتانا موبے کے مظلوموں کی بات کرتا ہوں۔ میں پاکستان کے مظلوموں کی بات کرتا ہوں میں " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کی بات کرتا ہوں۔ میں نے جھاڑو سے محنت کی ہے۔ جھاڑو سے 1978 میں کام شروع کیا تھا۔ ۱۹۷۸ء میں اور پھر اسی عظیم ملک امریکہ کے اندر خدا کے فضل سے اس کی یونیورسٹیوں میں PHD کیا' LLM کیا' اٹارنی بنا' اور آپ کو یہ بھی حیرت ہوگی کہ ۲۵ سال رہنے کے بعد بھی ڈرائیونگ کی violation تک بھی نہیں ہوئی۔ کئی دفعہ میرا audit ہوا' خدا کے فضل سے میں نے کبھی sales tax نہ فیول ٹیکس اور نہ کوئی ایسا جرم کیا جو وہ حکومت ثابت کرسکتی لیکن آج میں JUI کا ممبر ہوں' آج میں ایک پاکستانی سیاسی جماعت کا ممبر ہوں' آج پاکستان کی بات کرتا ہوں۔ جنرل مشرف کے خلاف ہوں اس لیے مجھے یہ صعوبتیں برداشت کرنی پڑی ہیں۔ میرے دوست اگر میں ہمت نہیں ہارا تو میرے اور میرے بچوں کے درمیان میں یہ پورے دس ہزار میل کا فاصلہ ہے۔ میں اسی ہمت سے آج وہاں کے وکلاء کے ساتھ اپنے cases کو لڑ رہا ہوں' میں اپنی رو داد کبھی بھی اپنے دوستوں کو نہ سناتا لیکن آج اس لیے سنا رہا ہوں کہ میں تمہاری آواز کے ساتھ کم از کم اتنی قربانی تو نہیں دے سکا ہوں اگر آج اس عظیم

بلوچ قوم نے اتنی بڑی قربانی دے کر آپ کو اس سینیٹ کی اتنی بڑی عزت دی ہے ' اتنی بڑی آواز دی ہے تو اس آواز کو نہ دبنے دینا ' بلوچستان کا استحصال کبھی ختم نہیں ہوگا جب تک آپ کی آواز یہاں پر انشاء اللہ تعالیٰ رہے گی ۔ آپ کی آواز کے ساتھ ہم اپنی آواز ملا کر اللہ کے فضل سے اپنے اس عظیم پاکستان کو اور مضبوط کریں گے ۔ بش اور مشرف کو ہمیشہ کے لیے خدا کے فضل سے دفن کریں گے اور اسی ہمت اور بہادری سے مقابلہ کریں گے ۔ میرے دوست میں جناب چیئرمین صاحب جو ایک بڑا عظیم انسان ہے اس کی وساطت سے آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں ' JUI پارٹی کی طرف سے میں ہاتھ جوڑتا ہوں کہ یہ غلطی نہ کرنا اگر اعظم سواتی آج اس ساری مشکلات کے باوجود ' جس نے جھاڑو سے شروع کیا تھا اور حق حلال کی کمائی بھی قربان ہو جائے تو وہ بھی قربان کروں گا ۔ میں نے بچوں کو کہا کہ میں جب امریکہ گیا تھا تو میرے پاس 4000/ ڈالر تھے اس لیے قربانی ہم دیں گے ۔ میرے پروردگار نے آپ کو بڑی عزت دی ہے اس ملک نے آپ کو بڑی عزت دی ہے ' بلوچ قوم نے آپ کو بڑی عزت دی ہے ۔ خدارا! یہ غلطی نہ کرنا ۔ بہت بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین : عبدالرحیم مندوخیل صاحب ' ایک ادھر سے ایک ادھر سے کر لیں بیلنس کر لیں ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور : جناب! آپ نے میرا نام پکارا تھا ۔ میں نے سیٹ ان کو دے دی تھی ---

جناب چیئرمین : مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن مندوخیل صاحب don't mind کیونکہ ملک صاحب کا point valid ہے کہ دونوں طرف سے balance کیا جائے ۔ جی بلور صاحب ' میں عرض کروں گا کہ بڑا مختصر بولیں تاکہ دوسرے باقی لوگوں کو بھی موقع مل جائے ۔ time کم رہ گیا ہے ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور : ویسے time نہیں ہے ۔ ثناء بلوچ ' اختر مینگل اور عطاء اللہ مینگل صاحب ہمارے بزرگ ہیں ۔ ہم نے اکٹھا کام کیا ہے ۔ ۷۳ء میں ہم پر فوج کشی ہوئی تھی اس وقت ہماری ایک ہی پارٹی تھی اور ہم اکٹھے چلتے رہے ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں ہم اس وقت بھی کہتے

تھے کہ

محبت گولیوں سے بو رہے ہو
وطن کا چہرہ خوں سے دھو رہے ہو
گماں تجھ کو کہ منزل کٹ رہی ہے
یقین مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

ہم نے، جب مشرقی پاکستان پر attack ہوا اس وقت بھی establishment کو کہا لیکن انہوں نے نہیں مانا 'establishment کے پنچھوں نے ان کو کہا کہ سب اچھا ہے جو ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ مشاہد بھائی نے کہا کہ ہم نے رپورٹ پیش کی ' انہوں نے بڑی اچھی رپورٹ بنائی اور انہوں نے پیش کی لیکن اس کا فائدہ کچھ نہیں ہوا کیوں ؟ کہ

establishment did not want that the-- I don't know either they want that Balochistan should remain with the Pakistan or not, because the action taken---

مشاہد صاحب کی رپورٹ کے بعد بگٹی صاحب کی death ہوئی تو میں نے اس وقت تقریر میں یہ کہا تھا کہ آٹھ سال سے " گھس بیٹھے" بیٹھے ہوئے ہیں کشمیر میں، لیکن انڈیا گورنمنٹ نے کبھی بھی gunship helicopter use نہیں کیے۔ اس establishment نے بلوچستان میں، ہمارے وانا میں اور ہر جگہ پر گن شپ ہیلی کاپٹر use کیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچ قوم اور پختون قوم کو کوئی بھی گولی سے نہیں بھگا سکتا ' کوئی گولی سے نہیں ڈرا سکتا یہ بھی میں بتاتا ہوں اور میرے بلوچ بھائیوں کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے ۔ میں اس وقت بھی کہتا رہا ہوں، پہلے بھی کہتا رہا ہوں ' ہر وقت کہتا رہا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے رضا ربانی صاحب نے اتنی خوبصورت تقریر کی ہے اور بڑے اچھے الفاظ استعمال کیے ہیں اور انہوں نے commitment بھی کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے رحمٰن ملک صاحب نے بھی commitment کی ہے کہ وہ جائیں گے ۔ اختر مینگل صاحب بھی ہمارے چھوٹے بھائی ہیں اور ثناء اللہ تو ہیں ہی ہمارے چھوٹے بھائی ' ہم بڑے سردار صاحب سے بھی بات کریں گے اور ہم یہ request کریں گے کہ ہمیں اس جیسے ایک talented political worker کی ضرورت

ہے کیونکہ ہم نے political work اکٹھا شروع کیا تھا اور ہم دل سے اب بھی اکٹھے ہیں اوپر سے ہم جدا ہوئے ہیں' ہماری nature ہمارا ذہن' ہماری سوچ ایک ہی ہے ۔ ہم اس سوچ پر چلتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں جب تک establishment اور یہ army rule ختم نہیں ہوگا اور جرنیلوں کا intervention ختم نہیں ہوگا یہ پاکستان کبھی آباد نہیں ہوگا۔ یہ پاکستان تباہی کی طرف جا رہا ہے ۔ آدھا پاکستان جرنیلوں نے توڑا 'بلوچستان کو توڑنا چاہتے ہیں کل پختون خواہ ٹوٹے گا۔ آخر بنے گا کیا ؟ کل ہمیں بھی کہیں گے کہ یہ غدار ہیں ۔خدارا ! یہ سیاست political people کے کرنے کا کام ہے یہ جرنیلوں کا کام نہیں ہے ۔اللہ کے لیے جنرل مشرف کو ابھی بھی شرم آنی چاہیے اسے استعفیٰ دے دینا چاہیے ۔۱۸ فروری کے بعد جو result آیا اس وقت اس کو استعفیٰ دے دینا چاہیے تھا۔ جناب چیئرمین! مجھے بڑا افسوس ہے کہ مجھے یاد ہے اور آپ کو بھی یاد ہوگا ۔جناب چیئرمین! کہ پچھلی گورنمنٹ میں آپ کو بار بار request کی جاتی تھی کہ آپ وزراء کو بلوائیں اور آپ وزراء کو بلاتے تھے۔ ہمارے وسیم سجاد صاحب اور کامل علی آغا صاحب صرف دو بندے بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ ہاں! نیازی صاحب' اللہ انہیں بخشے' خوش رکھے ۔ ہمیں بھی اللہ بخشے ' ہم سب کو بخشے' وہ ایک آدمی ہوتے تھے جو بیٹھے رہتے تھے۔ اب یہاں دس دس وزراء بیٹھے ہوتے ہیں اور اس کے باوجود ادھر سے شور مچتا ہے کہ وزراء نہیں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کی memory کیوں اتنی short ہے کہ ابھی چھ مہینے بھی نہیں گزرے ' چار مہینے بھی نہیں گزرے اور وہ یہ بھول گئے ہیں۔ میں ثناء بلوچ صاحب سے یہ request کروں گا کہ ثناء' پارٹی کا حکم ہم سب مانتے ہیں' پارٹی کا حکم مجھے آج ملے' میں بھی استعفیٰ دوں گا لیکن ہم آپ کی پارٹی سے بھی request کریں گے اور آپ سے بھی request کرتے ہیں کہ اس استعفیٰ کو جلدی میں منظور نہ کیا جائے ۔ اسے ایک ہفتہ' دس دن تک روکا جائے اور انشاء اللہ ہم ان سے بات کریں گے کیونکہ reconciliation جیسے ہماری یہ coalition کر رہی ہے' انشاء اللہ اس کا result اللہ کے فضل سے اچھا نکلے گا۔ مجھے امید ہے کہ پیپلز پارٹی بھی خلوص نیت سے reconciliation کی طرف جا رہی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین:جناب رحیم خان مندوخیل ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے محترم ثناء اللہ بلوچ کے استعفیٰ کے حوالے سے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! بنیادی بات یہ ہے کہ انگریز نے جب ہمیں غلام بنایا تھا' ہم سب قومیں اپنی سرزمین پر رہتی تھیں' یہ ان کی اپنی سرزمین تھی۔ انگریز آیا اور انہوں نے ہمیں کالونی بنایا۔ ہمارے بزرگوں نے جدوجہد کی اور انگریزوں کو یہاں سے نکالا۔اس وقت جب ہم نے پاکستان بنایا' ہم اس کے component تھے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم نے بنایا۔ یہ جو transfer of power ہوا ہے جو Independence Act, 1947 ہے' اگر آپ اسے دیکھیں تو اس میں ہر federating unit, ہر قوم' پشتون' بلوچ' سندھی---

(اس موقع پر نماز جمعہ کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: اب ہاؤس کا کیا فیصلہ ہے کہ ان کی تقریر ختم ہونے کے بعد' 10/15 منٹ کے بعد ہاؤس کو برخاست کر دیں۔

ایک معزز رکن: جناب والا! ایک دو آدمیوں کو بولنے دیں' پھر اس کے بعد اجلاس ختم کر دیں۔

جناب چیئرمین: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن گزارش ہے کہ بات مختصر کریں' دس منٹ تک ہاؤس چلا لیں تاکہ سب لوگ نماز پڑھ سکیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین' میں مختصر بات کروں گا۔ جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا ہوں کہ Pakistan Independence Act کے تحت ہم components نے' ان قوموں نے federating unit بنایا اور ہم نے Constituent Assembly بنائی۔ Constituent Assembly نے ہمارے لیے' ہمارے ملک کے لیے مکمل سیاسی' قانونی اور آئینی ڈھانچہ دینا تھا جس میں federation کا مسئلہ اور مجموعی طور پر democracy کا مسئلہ حل ہونا تھا لیکن بدقسمتی سے اس دن سے جب سے Constituent Assembly کو توڑا گیا اور formulas کو reject کیا گیا جس کی وجہ سے آج تک پاکستان میں مسلسل مارشل لاء لگتا رہا ہے اور آج تک یہ problems چلے آ رہے ہیں۔ ان problems

میں یہ تمام ملک گھرا ہوا ہے۔ پشتون، سندھی، سرائیکی اور بلوچ کے "حقوق" کا آج مسئلہ ہے، ان معنوں میں واقعی یہ ہے۔ اس وقت بالکل ہماری قوموں کو نابودی کا سامنا ہے یعنی فوج کی بات کی گئی کہ 70 ہزار ایکڑ زمین پر وہ قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ کوئٹہ میں، کوئٹہ کی زمین پر فوج اور establishment نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ Hunna lake اور زرغن پہاڑ اور پھر سب کوئٹہ کے گاؤں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کے پاس طاقت ہے۔ آج ان کے mind set بالکل تبدیل ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ یہ جو غریب لوگ ہیں، یہ جو غریب قومیں ہیں، ان کی اس ملک میں کیا ضرورت ہے۔ ان کو یہاں سے نکالو اور زمین پر قبضہ کرو۔ یہ رجحان ہے۔ اسی لیے جب پارلیمانی کمیٹی کی کوشش ہوئی، اس میں ہماری پارٹی کے چیئرمین جناب محمود خان نے جناب وسیم سجاد کو memorandum پیش کئے اور پھر ان دونوں کمیٹیوں میں ہماری پارٹی نے کام کیا اور ہم نے مسائل کے حل کے لیے تجاویز دیں لیکن آج تک ان پر کچھ بھی عمل نہیں ہوا۔ جیسے انہوں نے کہا کہ یہ جو confidence making کی تجاویز تھیں، جن سب کا متفقہ طور پر فیصلہ ہوا، ان پر عمل نہیں ہوا، بلکہ اس حوالے سے جناب اکبر خان بگٹی کو شہید کیا گیا، دوسرے operations ہوئے، دوسرے اقدامات ہوئے یعنی لوگوں کو اٹھانا اور پھر مارنا، یہ ثناء بلوچ صاحب کا یہ بڑا مسئلہ ہے۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ان کو کہیں لے جا کر کہیں کہ وہ تو مقابلے میں مارا گیا ہے۔ ثناء بلوچ مقابلے میں مارا گیا۔ بالکل یہ ایسی چیزیں کرتے ہیں اس لیے ہمارے لوگوں کو جیلوں میں لے جاتے ہیں اور وہاں وہ agencies کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ وہاں ان پر تشدد ہوتا ہے۔ یہ ایک واضح بات ہے۔ اس سینیٹ، پارلیمنٹ کے سامنے جو کچھ کہا جا رہا ہے، اس میں آج ہم ایک ایسی جگہ پر آ گئے ہیں، اب ہماری سیاست اس جگہ پر آئی ہے کہ ملک میں آئین کا مسئلہ ہے۔ پارلیمنٹ میں تبدیلیاں آئی ہیں، انتخابات ہوئے ہیں، پارٹیاں آئی ہیں اور نئی حکومت بنی ہے۔ یہ ایک سنہری موقع ہے کہ یہ مسائل حل ہوں، قوموں کے اختیارات کا مسئلہ حل ہو۔ یہ مسائل پوری طرح حل ہوں۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: جناب والا! کل میں اذان کے بعد بولنے لگا تو مجھے بولنے نہیں دیا گیا اور میں پھر چلا گیا۔ آج ابھی اذان ہوئی ہے لیکن تقریر ہو

رہی ہے اور کل جس رکن نے point of order اٹھایا تھا' وہ بھی اس وقت بیٹھا ہوا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم: آپ نوٹ کریں کہ ایسی چیزیں بھی ہو رہی ہے کہ کسی ایک پارٹی کے ساتھ اور وہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میری عرض یہ ہے کہ اس وقت جو position ہے' اس میں یہ مسائل حل ہونے کا امکان ہے۔ coalition government اور اپوزیشن کی پارٹیاں مل کر ان مسائل کو صحیح معنوں میں حل کریں۔ میں عناء بلوچ کی باتوں کی اس حوالے سے مکمل تائید کرتا ہوں۔ البتہ یہ ہماری آپ کے ذریعہ سے ان سے request ہے کہ آپ استعفیٰ نہ دیں لیکن اس حوالے سے اگر ایک ایسی stage آ رہی ہے کہ آپ کے مسائل حل نہیں کر رہے ہیں اور یہ واقعی یقینی ہے کہ ہمارے لوگوں کو انگریزی میں جیسے کہتے ہیں کہ suffer کرنا ہوگا' نا بودی کا سامنا ہوگا تو اس حوالے سے پھر ہو سکتا ہے کہ عناء بھائی کے استعفیٰ کے علاوہ دوسری پارٹیاں بھی استعفیٰ دیں کیونکہ پارلیمنٹ میں مسائل حل نہیں ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں اور کافی اراکین نے بھی بولنا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جب انصاف نہ ہو تو اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ چارہ جوئی نہیں ہو سکتی ہے۔ بہرصورت میں آپ کا مشکور ہوں۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: عدیل صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے جو کہا اس کے حساب سے کر رہا ہوں۔ وہاں سے ہوا۔ پھر یہاں آیا پھر وہاں جا رہا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے خود نہیں کہا کہ ایک وہاں سے لیں اور ایک یہاں سے لیں؟ وہی follow کر رہا ہوں۔ آپ نے خود ایک suggestion دی ہے' میں اس پر عمل کر رہا

ہوں، آپ ناراض ہو رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبد المالک: بہرحال ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں آپ نے ایک suggestion دی تھی، اور میں اسی پر عمل کر رہا ہوں۔ ہر کوئی کہتا ہے کہ ایک دم اکٹھے بولیں۔ یہ کیسے بول سکتے ہیں؟ اس کے لیے مجھے آپ ہی کا تعاون چاہیے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! شکریہ۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ ثناء بلوچ صاحب ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں جس کا شمار پاکستان کی مظلوم قوموں میں ہوتا ہے جیسا کہ پختون یا بلوچ یا سرائیکی یا سندھی قوم۔ یہ پاکستان کی وہ مظلوم قومیں ہیں جن کے ساتھ پاکستان کی تشکیل کے ساتھ ہی زیادتیاں شروع ہو چکی تھیں۔ اس سے پہلے بنگالیوں کے ساتھ بھی زیادتیاں ہوئی ہیں۔ اگرچہ وہ پاکستان کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ تھا لیکن اس وقت تک establishment کو آرام نہ ملا، جب تک کہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش نہ بن گیا۔

جناب چیئرمین! یہ آج کی بات نہیں ہے۔ یہ اس دن کی بات ہے کہ جب پہلا فوجی فیلڈ مارشل اس ملک پر قابض ہوا اور اس نے بلوچستان کے قائدین کو، سرداروں کو، عمائدین کو دھوکے سے بلا کر پھانسی دی اور اس کے بعد آپ پاکستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں، مسلسل بلوچستان پر فوج کشی ہوتی رہی۔ مختلف ادوار میں، چاہے وہ فوجی ادوار تھے یا سول حکومت پاکستان کے اسلام آباد پر قابض تھی۔ جناب چیئرمین! ثناء اللہ بلوچ، بلوچ قوم کی ایک طاقت ور آواز ہے جیسا کہ مجھ سے پہلے کہا گیا۔ جناب مینگل صاحب ہمارے لیڈر تھے۔ جب نیپ موجود تھی۔ یہ الگ بات ہے، یہ پاکستان کی تاریخ کا ایک بہت بڑا حادثہ ہے کہ نیپ کو توڑا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنا بڑا حادثہ ایسٹ پاکستان کی جدائی ہے، اتنا ہی بڑا حادثہ نیشنل عوامی پارٹی کا خاتمہ ہے، جو کہ سیاسی حادثہ ہے۔ اس کے نتیجے میں سیاسی طور پر بلوچ قوم، پختون قوم سے الگ ہوئی۔ بقول دونوں پر الگ الگ ظلم ہوئے اور آج بھی، پچھلی حکومت تک بلوچ قوم پر ظلم ہو رہا ہے اور یہ ظلم، جیسا کہ ہمارے قائد ایوان نے کہا کہ آج بھی establishment کہیں نہ کہیں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

کل ہی جناب لیاقت علی بنگزئی صاحب نے کہا کہ ان کے رشتے داروں کو اٹھا کر قید کر دیا گیا ہے۔ جناب اگر ایک طاقتور بلوچ آواز اس ایوان میں نہ ہو گی تو ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچوں کے ساتھ یہ بہت ناانصافی ہو گی ۔ میں ان کی وساطت سے' میں آپ کی وساطت سے عطاء اللہ بلوچ اور ان کی پارٹی سے درخواست کرتا ہوں کہ اب حالات بدل چکے ہیں ۔ پاکستان کے عوام نے فوجی جنتا کے خلاف فیصلہ دیا ہے اور وہ دن نزدیک آنے والا ہے کہ ہم فوجی ظالم حکمرانوں کو ان کے گھروں سے ' ان کے آرمی ہاؤسز سے نکال کر باہر پھینک دیں لیکن اس وقت ہمیں آپ کی ضرورت ہو گی ۔ آپ کی ہمیں اس سینیٹ میں ضرورت ہو گی ۔ اس ایوان میں ضرورت ہو گی ۔ اس پارلیمنٹ میں ضرورت ہو گی ۔ آپ کی آواز کی ضرورت ہو گی ۔ آپ کی شعلہ بیانی کی ضرورت ہو گی ۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی پارٹی سے اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور جیسا کہ ہمارے قائد ایوان نے اور ایڈوائزر نے کہا ہے کہ وہ خود محترم مینگل صاحب سے بات کریں گے تو میں آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس ایوان کی جو خواہش ہے ' اس ہاؤس کی جو رائے ہے' آپ ہماری نمائندگی کرتے ہوئے ان کی پارٹی کے سربراہ جناب عطاء اللہ مینگل صاحب سے کہیں کہ وہ اپنے فیصلے میں تبدیلی کریں اور جتنا بھی عرصہ ہے' جناب عطاء اللہ بلوچ ہمارے ساتھ رہیں ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عبد المالک۔

سینیٹر ڈاکٹر عبد المالک: جناب چیئرمین ! جناب عطا بلوچ نے جو بلوچ' بلوچستان اور محکوم قوموں اور مظلوم طبقات کی نمائندگی کی ہے' میں ان کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ۔ ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے اس نے یہاں سینیٹ میں بھرپور طریقے سے نمائندگی کی گو کہ نیشنل پارٹی اور بلوچستان نیشنل پارٹی بہت قریبی اتحادی ہیں۔ جس وقت اختر مینگل صاحب کی پارٹی resignation پر جا رہی تھی تو ہم نے اس کی مخالفت کی ۔ ہم اس کے پاس گئے کہ آپ اکیلے نہ جائیں ۔ اگر جانا ہے تو پونم یا ہم مشترکہ جائیں گے لیکن چونکہ اس نے فیصلہ کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ عطاء اللہ ' مجھ جیسے کارکن ' جو ہم فٹ پاتھ سے اٹھ کر ادھر آ گئے ہیں' ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنی پارٹی کی پابندی کریں ۔ میں عطاء اللہ کے اس عمل کو

appreciate کرتا ہوں کہ اس نے اپنی پارٹی کے فیصلے کو قبول کیا ہے اور رضا ربانی صاحب نے جو رویہ اختیار کیا ہے میں اس کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ۔ ہم coalition government سے آخری حد تک امید رکھتے ہیں ۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ہمارے منہ سے ایک لفظ بھی اس وقت تک نہ نکلے جب تک ہم مکمل طور پر آپ لوگوں سے ناامید نہ ہو جائیں۔

چیئرمین صاحب! آپ تصور نہیں کر سکتے کہ نیشنل پارٹی اور بلوچستان نیشنل پارٹی پر بلوچستان کے نوجوانوں کا کتنا پریشر ہے کہ آپ پارلیمنٹ کو چھوڑ دیں ۔ ہم resist کر رہے ہیں۔ ہم اپنے لوگوں، اپنے نوجوانوں کو mainstream میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم باقی لوگوں کے ساتھ جٹ کر اپنے مسئلے اور مشکلات حل کر سکتے ہیں لیکن آپ یقین کریں کہ وہاں کے حالات بالکل بدل گئے ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم متاثر ہیں ۔ میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ جتنا جلدی آپ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے conciliation کی آپ جو بات کر رہے ہیں ، اس reconciliation کو practically اگر coalition کے جذبات وہی ہوں جو رضا ربانی کے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حل ہو سکتے ہیں ۔ میں آخر میں پھر ایک بار ثناء کو بھرپور نمائندگی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ثناء چونکہ بلوچستان کے بارے میں اپنی ایک رائے رکھتے ہیں ، اپنی ایک research رکھتے ہیں، جب بھی کہیں آپ دوستوں کو ضرورت ہو ، آپ اسے بلا سکتے ہیں ، بلکہ بلا لینا بھی چاہیے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس نے جو کچھ کیا ہے ، I highly appreciate it.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر بلیدی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کامران آپ بھی بولنا چاہتے ہیں ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب میں تو پہلے بھی کھڑا ہوا ہوں ۔

جناب چیئرمین: ہر وقت ہی کھڑے رہتے ہیں ، پتا نہیں چلتا کہ یہ کس لیے کھڑے ہوئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! بہت مہربانی۔ ثناء بلوچ کے

resign کے حوالے سے جو debate ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ ڈاکٹر مالک نے کہا' وہ اپنی پارٹی ڈسپلن کے پابند ہیں اور جو شروع میں صوبائی اسمبلی اور نیشنل اسمبلی میں بھی یہاں ان کے نمائندے resign کر کے احتجاجاً چلے گئے ۔دیکھیں آج چونکہ نئی حکومت ہے اور کوئی تبدیلی بھی آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو ظلم و تشدد کے حالات بلوچستان میں ہیں' وہ سب کے سامنے ہیں۔ آج بھی وہ آپریشن جاری ہے ۔ جو لوگ ہیں' وہاں پہاڑوں میں ہیں اور جن لوگوں کو ایجنسیوں نے اٹھایا وہ لاتعداد ہیں اور کہاں کہاں وہ چھپے ہوئے ہیں اور ان کے رشتے داروں کو ابھی تک پتا نہیں کہ وہ کہاں ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں یہ حالات اس وقت نارمل ہوں گے جب پہاڑوں میں موجود متاثرین کو ان لوگوں پر اعتماد ہو ' ان کو بتایا جائے اور ان کو یہ باور کرایا جائے کہ آپ بھی بلوچستانی ہیں' بلوچستان کی سرزمین آپ ہی کی ہے اور آپ کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے' اس کا ہم ازالہ کریں گے ۔ یہ verbally معافی مانگنا یا توبہ کرنا' ساٹھ سال کا جو سیاہ ترین دور بلوچستان کے ساتھ مرکز نے اپنایا ہے' یہ جو آواز ہے بلوچستان کی جو یہاں ہم ' ہم نے بڑا miss کیا اس دوران جناب منماء باہر تھے ' ہم تو چھ سات سال سے مسلسل یہاں چیخ رہے ہیں' رو رہے ہیں ' بلوچستان کے جتنے بھی مسائل ہیں اور جتنے بھی questions ہیں' آپ دیکھیے مجھے یہ بتایا جاتا ہے کہ بلوچستان کے بغیر آپ کو کوئی اور چیز نظر نہیں آتی۔میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں۔ کل میرا ایک سوال تھا کہ KPT میں کتنے ملازمین ہیں؟ ان کے جواب کے مطابق اس میں بلوچستان کا ایک بھی نہیں تھا ۔ میں نے پھر قمر الزمان کو کہا کہ question نہیں آیا ۔ اس نے کہا کہ آپ سے پہلے میں نے اس پر کارروائی کی اور اس پر ایکشن لیا ہے۔ کراچی میں KPT کتنا بڑا ادارہ ہے' لیاری کے بلوچوں نے کندھوں پر گندم کی بوریاں اٹھا کر اس کو آباد کیا لیکن وہاں پر آج تک ایک بھی بلوچ نہیں ہے تو یہ زیادتی ہے کہ جتنی بھی corporations اور وفاقی ادارے ہیں' وہاں پر بلوچستان کا کوئی بندہ نہیں ہے۔ آج تک ہم جو چیختے چلاتے رہے' عملی طور پر اس پر کوئی implementation نہیں ہوا۔ اس لیے یہ بہتر ہے جیسا کہ مالک صاحب نے کہا کہ ہم اس کو consider کریں کہ بلوچستان کے جتنے بھی ممبران ہیں' چاہے مسلم لیگ کے ہیں یا اس طرف کے ہیں' اگر ہم قربانی دیں' بائیس کے بائیس resign کر کے چلے جائیں تو یہ بہتر ہو گا اور پوری دنیا میں ایک message جائے گا کہ

زیادتی کوئی برداشت نہیں کرتا۔ بحیثیت بلوچ ہم اگر اس پر غور کریں اور حالات میں اگر کوئی تبدیلی نہ آئے تو ہمیں اس پر غور کرنا بھی چاہیے۔ میں عنقاء صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ آپ اس فیصلے پر نظرثانی کریں۔ ہم سردار عطاء اللہ مینگل سے بھی درخواست کریں گے۔ ہم اپنی پارٹی JUI کی طرف سے بھی یہ درخواست کریں گے کہ ان کی term 2009 تک ہے اور ہمیں ان کی ضرورت ہے' اس لیے وہ اس پر نظرثانی کریں۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بلیدی صاحب کی بات کے تسلسل میں کہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے بائیس کے بائیس لوگ یہ قربانی دیں' resign کریں۔ جناب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آہستہ آہستہ وہ دن آنے والا ہے جب پارلیمانی سیاست پر یقین رکھنے والے لوگ یہاں سے ہجرت کرتے جائیں گے۔ جناب! آپ دیکھیے ہمارا چھٹا سال شروع ہو گیا ہے' ان چھ سالوں میں ہم نے جو کچھ بھی کہا لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ ہم چھ سال میں آپ کو یہ بتاتے رہے کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے۔ ہم آپ کو یاد دہانی کراتے رہے کہ ایجنسیاں ہمارے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہیں مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ جناب! ہوتا یہ رہا کہ کبھی ایک گھر سے کسی کو اٹھا لیا جاتا رہا کبھی دوسرے گھر سے کسی کو اٹھا لیا جاتا رہا۔ کبھی ایک گھر کے کسی فرد کو مار دیا جاتا رہا' کبھی دوسرے گھر کے فرد کو مار دیا جاتا رہا اور جناب! سب سے بڑی بدقسمتی یہ رہی کہ جن لوگوں کو مارا یا اٹھایا جاتا رہا' بدقسمتی سے وہ سب ایک ہی زبان بولنے والے تھے۔ جب آپ ایک ہی زبان بولنے والوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے رہیں گے اور یہ پارلیمان یا اس میں بیٹھے ہوئے لوگ اس کا کوئی مداوا نہیں کر سکیں گے تو پھر یہ pressure آئے گا کہ آپ پارلیمانی سیاست میں نہ جائیں۔

جناب! عنقاء بلوچ سے پہلے اس کی پارٹی کے اسرار نے استعفیٰ دیا' خوش قسمتی یا بدقسمتی سے یہ یہاں موجود نہیں تھا' رؤف مینگل کے استعفیٰ دینے سے یا اس پارٹی کے باقی لوگوں کے استعفیٰ دینے سے کسی کے کان پر کوئی جوں رینگی جناب؟ کوئی فرق نہیں پڑا۔ پھر پشتونخواہ MAP اور دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم پارلیمانی سیاست میں نہیں جائیں گے' ہم

اسمبلیوں میں نہیں جائیں گے گو کہ یہ یہاں بیٹھے رہے، مگر کوئی فرق نہیں پڑا۔ آج یہ بھی جا رہے ہیں۔ جناب! کل یہ دن آنے والا ہے کہ مالک بلوچ کو بھی لوگ گلے سے، ہاتھ سے پکڑ کر کہیں گے کہ تم بھی اس اسمبلی میں نہ جاؤ۔ اس وقت صرف بلوچوں کو روکا جا رہا ہے، اس کے بعد بلوچستان میں رہنے والے تمام لوگوں کو روکا جائے گا کہ آپ ان اسمبلیوں میں مت جائیں کیونکہ یہ اسمبلیاں ہمارے غم کا مداوا نہیں ہیں۔ جب آپ اس غم کا مداوا نہیں کر سکتے تو اس کو جانے دیجیے۔ کل ڈاکٹر مالک کی باری آئے گی، پھر اس کی آئے گی، پھر بلیدی کی آئے گی، پھر میری آئے گی، پھر دوسروں کی آئے گی۔ آہستہ آہستہ یہ سب ان اسمبلیوں سے چلے جائیں گے۔

آپ کو یاد ہو گا کہ اس گیلری میں جناب! ایک دن بنگلہ دیش کا delegation بیٹھا تھا، پھر ایک دن ایسا بھی آئے گا، جب اس گیلری میں بلوچستان کا delegation بیٹھا ہو گا۔ آپ لوگ اس وقت سے ڈریے۔ ہم سب اس ہال سے باہر جاتے جائیں گے۔ اس ہال میں باہر سے آ کر گیلری میں آپ کا تماشا دیکھیں گے کہ باقی کتنے صوبے رہ گئے ہیں، اب وہ کیا تماشا کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Please hear the honourable member.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! ہمارا مسئلہ یہ ہے۔

جناب چیئرمین: ذرا مختصر کریں کیونکہ نماز کا وقت ہو رہا ہے۔ ایک دو اور سپیکر بھی ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! بالکل اب تو میں آخری سپیکر ہوں۔ Sir, last speaker ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں میرا خیال ہے ایک اور بھی ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ایک اور بھی ہیں جناب! میں دو منٹ اور لوں گا۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ جناب! آج رضا ربانی معافی مانگ رہا ہے، رضا ربانی نے کس کا کچھ بگاڑا ہے جو یہ معافی مانگ رہا ہے؟ جناب! ہمارا problem یہ ہے کہ ہم کنواں تو پاک کرنا چاہ رہے ہیں مگر اس

کنویں سے کتے کو نہیں نکال رہے ہیں۔ جناب! ہم پانی تو نکال رہے ہیں مگر وہ کتا باہر نہیں نکال رہے ہیں۔ جب تک اس کتے کو باہر نہیں نکالیں گے جناب! پانی پاک نہیں ہو گا' آپ مسائل حل نہیں کر سکیں گے۔ جناب! اٹھارہ فروری کے الیکشن کے بعد اس گورنمنٹ کو بنے ہوئے آج 76,77 دن ہو گئے ہیں' ان missing persons کی تعداد بڑھی ہے' کم نہیں ہوئی۔ جناب! آج بھی مجھے کسی انتہائی ذمہ دار آدمی نے بتایا ہے کہ حب کے بازار سے لوگوں کو اٹھا کر لے گئے ہیں' ان کی موٹر سائیکل وہیں پھینکی گئی ہے' اٹھانے والے ایجنسیوں کے لوگ تھے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس میں رضا ربانی involve نہیں ہے' مسئلہ یہ ہے کہ اس میں coalition government involve نہیں ہے' مسئلہ یہ ہے کہ اس میں بہت طاقتور لوگ involve ہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے' پھر دوسروں کو موقع دیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! میں تشریف رکھ رہا ہوں۔ ان طاقتور لوگوں کو روکیے۔ جناب! جب تک ان طاقتور لوگوں کو نہیں روکیں گے' جب تک اس پارلیمان میں طاقت نہیں پیدا کریں گے' رضا ربانی آ کر دس دفعہ معافی مانگ لے' کچھ نہیں ہو گا۔ رحمٰن ملک چلا جائے' کچھ نہیں ہو گا' میں چلا جاؤں' وہ چلا جائے' وہ چلا جائے' کچھ بھی نہیں ہو گا۔ اس پارلیمان میں طاقت پیدا کیجیے اگر آپ نے بلوچستان کو اپنے ساتھ رکھنا ہے۔ اگر آپ نے بلوچستان کو ختم کرنا ہے تو پھر ہمیں بتا دیجیے کہ یہ تقسیم ہے' جناب! اس پر پھر لوگوں کو مت مروائیے۔ ہم اس تقسیم پر آمین کر لیں گے' دعا کروا دیں گے۔ اگر ان اوپر بیٹھے ہوئے خاکی لوگوں کی یہی منشاء ہے تو اس پر دعا کروائیں' لوگوں کی جان چھڑوائیں۔ پھر لوگوں کو اس طرح سے' اِس طرف سے بھی اور اُس طرف سے نہ مروائیں۔ جناب! ایک آخری request ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں' دو اور سپیکر ہیں پھر جمعہ کی نماز کا وقت ہے' نماز شروع ہونے لگی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! جو کمیٹی بنی ہے' مجھے بابر اعوان صاحب' رحمٰن ملک صاحب کا بہت احترام ہے' ان دونوں کا بہت احترام ہے مگر ان سے ہاتھ باندھ کر' یہ تو قوم سے

ہاتھ باندھ کر معافی مانگ رہے ہیں' جناب! ان سے ہاتھ باندھ کر گزارش ہے کہ اگر بلوچستان کے مسئلے کو حل کرنا ہے تو پھر جیسے زرداری صاحب باقی مسائل میں initiative لے سکتے ہیں' اس میں بھی جب تک وہ خود involve نہیں ہوں گے' جب تک ان کے stature کا کوئی آدمی نہیں آئے گا' جناب! یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ نواب مری کے پاس ان کو جانا پڑے گا۔ سردار مینگل کے پاس ان کو جانا پڑے گا۔ جناب! نواب بگٹی کے گھر والوں کے پاس ان کو جانا پڑے گا۔ میرے' رضا ربانی اور دوسرے لوگوں کے جانے' آنے سے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ خدا کے واسطے یہ جائیں اور یہ جتنی دیر کریں گے' اتنا ہی یہ مسئلہ ٹیڑھا ہو گا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: جی تشریف رکھیے because time تھوڑا ہے۔ کرنل مشہدی صاحب' دو منٹ میں مہربانی کر کے بات کر لیں because جماعت کھڑی ہو جائے گی' جماعت کا وقت ہو رہا ہے۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. I, must, once again mention that you seem to forget that we are independent political party and I have six members in this House and I have never been given the opportunity when other leaders of the political parties are given...

Mr. Chairman: No one has forgot. The moment you raised your hand, we have got your name here. Nobody is forgotten.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you so much sir.

Mr. Chairman: But please raise your hand in time.

نہیں ایک ہی بولے گا۔ کلثوم پروین بولیں گی پھر ختم ہو گا' اب وقت نہیں ہے۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I,

on behalf of Mutahidda Qaumi Movement whole heartedly request Mr. Sana Baloch to kindly re-consider, we understand his position because we have also been victims of the establishment and we know the atrocities that have been committed on the brave Baloch people right since the inception of Pakistan up to this day. It is not any particular government, it is not any particular party, all of us are to be blamed Since 1947; the Baloch people have been treated most shabbily, most disgracefully and no amount of apology can ever righten the wrongs that have been done on the great nation of the Baloch include both the Pakhtoon population and the Balochi population of that province. All the ills that have been mentioned by Mr. Sanaullah Baloch are, of course, very true. They have been admitted by the honourable members from the Treasury Benches and no amount of apology can whiten the crimes that have been committed against these people. The time for rhetoric is over. It must be replaced by action. The Balochistan polulation deserves to be treated as equal citizens of this great nations of ours. They make a great contribution to this nation of ours. They are the backbone of our nation. They have given us the maximum land area. They have given us the maximum natural mineral resources, they have given us a very enlightened and educated leadership, surprisingly the most honourable leadership in Pakistan has come from our brothers in Balochistan. I must request Mr. Sanaullah Baloch to kindly reconsider. Not for himself but for democracy and for the betterment of this nation. People of his calibre, people of his courage, people of his conviction

make nations. They contribute to the development of democracy. If they start going home and start leaving the assemblies, only their people will suffer more and nobody will hear of atrocities being committed against them. Even today the people are bieng picked up from the province of Balochistan...

Mr. Chairman: Please, keep the time in mind, there are two other speakers and it is prayers time.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: There is eaves dropping on the increase, almost all phones of politicians are being taped and there is no answer that the government can give us. If this is what the democratic government is doing and also the plight of the people when they enter into Sindh, if you just look at check posts at Hub, the way the Bloch are treated, is shameful. They are treated shabbily, they are treated as alien people rather than people of Pakistan entering from one province to another. This treatment must seize. They people must be treated with dignity and respect which this great nation deserves. Thank you, sir.

جناب چیئرمین: Thank you. کلثوم پروین صاحبہ۔ ایک، ایک، دو، دو منٹ بات کر لیں because جماعت کا time ہے، مہربانی کریں کیونکہ آپ نے نام بھی دیر سے دیا ہے۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میں سب سے پہلے متاء بلوچ کے لیے اتنا ہی کہوں گی کہ متاء اس House کی ایک خوبصورت بلبل کی چہچہاہٹ کی طرح ہے۔ جب یہ چہچہاتے تھے تو پورا House ان کی اس چہچہاہٹ کو سنتا رہا، میں نہیں چاہوں گی کہ اس House کو چہچہاہٹ سے، ان کی باتوں سے، ان کی اس quality سے دور رکھا جائے۔ جناب!

میں دوسری بات ثناء کو یہ کہوں گی کہ جب آپ یہاں سے بولتے تھے تو اس طرف Treasury بنچوں میں بیٹھے ہوئے، پری گل آغا صاحبہ بھی موجود ہیں، ان کی وہاں سے بھرپور support کرتے رہے۔ وہ مسئلہ بلوچ کا تھا یا بلوچستان کا مسئلہ تھا، اس وقت بات صرف بلوچ کی نہیں ہے، اس بلوچستان صوبے کی ہے جس صوبے میں ثناء بھی رہتے ہیں، مندوخیل صاحب بھی رہتے ہیں اور ہم بھی رہتے ہیں، ان تمام لوگوں کے حقوق کی بات ہے، ان تمام لوگوں کے rights کی بات ہے جو ان کو ملنے چاہئیں۔ جناب! جب ہماری Government تھی، ہماری Government نے ایک committee بنائی، اس committee نے صوبے میں جا کر، ہر district میں جا کر بات چیت کی جس میں خود ثناء اور ثناء کی party کے لوگ شامل تھے، پھر مجھے پتا نہیں کہ کون سے نادیدہ اور خفیہ ہاتھ تھے، انہوں نے اس committee کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ میں سمجھوں گی کہ یہ ہماری بدنصیبی سے اور اسے ناکامی بھی کہہ لیں جسے وسیم سجاد صاحب اور سید مشاہد حسین صاحب lead کر رہے تھے، ہم تمام بلوچستان کے لوگ چاہ رہے تھے جو یہاں پر بیٹھے تھے یا نہیں بیٹھے تھے، House میں تھے یا House کے باہر تھے کہ یہ مسائل حل ہوں اور ہم بھی اپنے صوبے میں نہایت آرام اور سکون سے رہ سکیں۔ جناب! میں ثناء سے as a بڑی بہن ہونے کے ناتے کہتی ہوں اور ہم میں ایک رواج ہے کہ جب بہنیں بھائیوں کے پاس چلی جاتی ہیں تو وہ ان کی باتوں کو کبھی ٹالتے نہیں ہیں۔ میں ان سے request کروں گی کہ آپ اس House میں رہیں۔ میں آپ جناب سے درخواست کروں گی کہ آپ بات کریں تاکہ یہ اپنا موقف بیان کرتے رہیں، ان کا موقف سنتے رہیں، ان کی باتیں سنتے رہیں۔ جناب! ان کی باتوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آج یہ 100 کے 100 members اداس ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ یہ ہم سے علیحدہ ہوں اور ان کے علیحدہ نہ ہونے کی یہی صورت ہو گی کہ یہ House میں موجود ہوں اور ہم ان کے خیالات سنتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت ضرور آئے گا جب ہم اس میں کامیاب ہوں گے، وہ وقت اور وہ دن دور نہیں ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: پری گل آغا صاحبہ! ایک منٹ رہ گیا ہے، جماعت کا وقت ہے، آپ یا پہلے نام دیتیں، مہربانی کر کے مختصر رکھ لیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین صاحب! جب ہماری باری آتی ہے تو ایک منٹ رہتا ہے۔

جناب چیئرمین: اب آپ چلے جائیں یا یہاں موجود رہیں، نام دیں، مجھے کوئی سروکار نہیں ہے سب نے نماز کے لیے جانا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب! نہیں، میں تو صبح دس بجے سے موجود ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں بولتے رہیں، نماز late پڑھیں گے، دوسری مسجد میں چلے جائیں گے۔ میں کیا کروں، آپ لوگ کہتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ میں اپنے چھوٹے بھائی ثناء سے ایک request کروں گی، ٹھیک ہے کہ بلوچستان ہم سب کو پیارا ہے کیونکہ بلوچستان ہماری ماں ہے اور ہم اس کے لیے جتنا بھی لڑیں، جھگڑا کریں بہت کم ہے۔ ہم لوگ اکثر وہاں پر بیٹھ کر جس طرح کلثوم نے کہا کہ ثناء بلوچستان کے بارے میں جو بھی تقاریر وغیرہ کرتے تھے، ظاہر ہے کہ ہم صوبے کے لوگ تھے اور اپنی ماں کے لیے لڑنا، بولنا اچھی بات ہے، ہر اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی ماں کی رکھوالی کرے۔ میں ثناء سے اب بھی درخواست کرتی ہوں کہ آپ resign کریں گے، میں resign کروں گی، دوسرے resign کریں گے، ہم سب چلے جائیں گے، تب ہمارے لیے یہاں بولنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ ہمیں اس وقت اس Senate میں ڈٹ کر بیٹھنا چاہیے اور اپنے صوبے کے لیے بولنا چاہیے بلکہ پاکستان کے لیے بولنا چاہیے، صوبے کے ہر problem کے لیے بولنا چاہیے۔ ہمارے جانے سے لوگ خوش ہو جائیں گے کہ کچھ لوگ لڑنے جھگڑنے والے تھے، وہ راستے سے نکل گئے، ہم اب ان کے لیے راستہ کھلا چھوڑیں، یہ ان کی غلط فہمی ہے، ہم راستہ کھلا نہیں چھوڑیں گے۔ میں اپنے چھوٹے بھائی سے دوبارہ درخواست کروں گی کہ برائے مہربانی آپ اپنا resign واپس لیں اور میں ان کی party کے سردار عطاء اللہ مینگل صاحب leader ہیں، ان سے بھی درخواست کروں گی کہ وہ بھی ان کو کہیں کیونکہ یہ اچھی بات نہیں ہو گی کہ آپ کے جانے سے ہم سارے اداس ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ چلے گئے تو بلوچستان والوں کے لیے تین، چار لوگ رہ

جائیں گے۔

جناب! ظلم تو بہت ہوئے ہیں، میں بالکل مانتی ہوں، ہم بولتے رہے، ہم جب بھی بولتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ غدار ہے، یہ غدار نہیں ہے، مگر اب کیا کریں، اپنے صوبے کے لیے نہ بولیں تب بھی problem ہے، اگر بولیں تب بھی problem ہے۔ ظاہر ہے وہاں پر اتنے مسائل ہیں، وہاں پر اتنے problems ہیں، لوگ مر رہے ہیں، جھگڑ رہے ہیں، ایک دوسرے کو مار رہے ہیں، اب اللہ جانے کہ یہ مارنے والے کون ہیں۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ کوئی پنجابی ہے یا بلوچی ہے یا سندھی ہے، ہم سب بلوچستان والے ایک ہیں اور پکے پاکستانی ہیں اور ہمیں اپنے پاکستان سے پیار ہے۔ پاکستان ہے تو ہم ہیں، خدانخواستہ پاکستان نہ ہوا تو ہم کہاں جائیں گے، تو بلوچستان بھی نہیں ہوگا، پاکستان بھی نہیں ہوگا۔ اس لیے میں اپنے بھائی سے پھر درخواست کرتی ہوں کہ ہمیں ڈٹ کر اس Assembly میں بیٹھنا پڑے گا اور ہم اس Assembly کے اندر اپنی ماں کے لیے، صوبے کے لیے اتنا لڑیں گے، آگے اللہ کی مرضی کہ اللہ تعالیٰ اس صوبے پر رحم کرے کیونکہ دل خون کے آنسو رو رہا ہے، کیا، کیا کس کو بتائیں۔ ہم یہاں پر بول، بول کر تھک گئے ہیں، کوئی سننے والا ہی نہیں ہے، کس کو سنائیں، اتنے زخمی دل ہیں۔ By God میں آپ کو سچ بتا رہی ہوں کہ اتنے سارے problems ہیں، ہمارے اتنے بڑے بڑے لوگ مرے ہیں اور ہم چیخ، چیخ کے، رو، رو کے، بولے، مگر آج تک کسی نے بھی سنا نہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ جب بھی بلوچستان کی کوئی ایسی بات ہو، آپ زیادہ action لیا کریں۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ۔

سینیٹر آغا پری گل: اور ہمناء بلوچ نے جو resign کیا ہے، آپ ان کا resign نہ مانیں۔ ہم تمام senators کوشش کریں گے کہ کبھی بھی کسی senator کے ساتھ ایسا نہ ہو کیونکہ جب یہ باہر تھے تو تب بھی ہم ان کے لیے لڑتے رہے اور میں آخر میں پھر درخواست کرتی ہوں کہ ہمناء بلوچ اپنا resign واپس لیں۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ Then we will conclude now and adjourn to reconvene انشاء اللہ on Monday at 4 PM

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then ad journed to reconvene on Monday, June 9, 2008 at 4 PM]

.....